ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور پاکستان

بیادگار

مولانا مفتی محمود

قیمت ایک روپیہ پچاس پیسہ

شمارہ ۳۶

افغانستان پر روسی جارحیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ اس جارحیت کی خاص بات روس کا افغانستان کے واخان کے اس علاقے کو اپنی حدود میں شامل کرنا ہے جو روس اور پاکستان کے درمیان حد فاصل کا کام دیتا تھا۔

۴ ذی قعدہ تا ۱۰ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

۴ ستمبر تا ۱۰ ستمبر ۱۹۸۱ء

چراغِ حرم

کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نامِ احمد رقم نہ ہوتا
تو نقشِ ہستی ابھر نہ سکتا وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا

یہ محفلِ کُن فکاں نہ ہوتی جو وہ امامِ اُمم نہ ہوتا
زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا

ترے غلاموں میں بھی نمایاں جو تیرا عکسِ کرم نہ ہوتا
تو بارگاہِ ازل سے ان کا خطاب خیر الاُمم نہ ہوتا

نہ روئے حق سے نقاب اٹھتا نہ ظلمتوں کا حجاب اٹھتا
فروغ بخشِ نگاہِ عرفاں اگر چراغِ حرم نہ ہوتا

سوائے صدیقؓ کون پاتا حضورِ انورؐ کی جانشینی
کہ وہ نہ ہوتے تو یوں جہاں میں بلند دیں کا علم نہ ہوتا

یہ سچ ہے بعدِ نبی نبوّت کا فخر فاروقؓ ہی کو ملتا
جو سلسلہ وحی آسماں کا حضورؐ پر ہی ختم نہ ہوتا

خلافتِ راشدہ کا منصب اگر نہ ہوتا نصیبِ عثمانؓ
تو دفترِ وحی آسمانی مرتب و منتظم نہ ہوتا

زہے علوئے مقامِ حیدرؓ خوشی میں کہتے تھے خود پیمبرؐ
کہ فتح ہوتا نہ قلعہ خیبر جو آج یہ ابنِ عم نہ ہوتا

اقبال احمد خاں سہیل

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور پاکستان

جلد ۲۴ شمارہ ۳۶

جمعۃ المبارک ۴ ذیقعدہ تا ۱۰ ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ

سرپرست
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ

نگران اعلیٰ
حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

مدیر
ابوعمار زاہد الراشدی

مدیر معاون
زاہد بلند شہری

چیف رپورٹر
راؤ منور احمد خاں

بدل اشتراک
سالانہ : ۶۵ روپے
ششماہی : ۳۳ روپے
سہ ماہی : ۱۷ روپے

رابطہ کے لیے
ہفت روزہ ترجمان اسلام رنگ محل لاہور
کے از مطبوعات نظام العلماء پاکستان

یوم القدس
اور
ہماری ذمہ داریاں

گذشتہ جمعۃ المبارک کو پورے عالم اسلام میں مسجد اقصیٰ کا دن منایا گیا اور عالم اسلام کے راہنماؤں نے مختلف تقریبات میں مسجد اقصیٰ کے ساتھ مسلمانوں کی عقیدت کے حوالہ سے مسئلہ فلسطین کا تذکرہ کیا۔ اس سلسلہ میں متعدد اجتماعات ہوئے اور عالمی رائے عامہ کو مسئلہ فلسطین کی اہمیت کی طرف متوجہ کرنے کی مساعی ہوئیں۔

بیت المقدس اور فلسطین کے ساتھ عالم اسلام کی جذباتی وابستگی کی دو بنیادی وجوہ ہیں۔ ایک تو خود بیت المقدس ہے جو مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شبِ معراج کے مقدس سفر کی ایک منزل بھی جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی امامت کرا کے "امام الانبیاء" کا خطاب پایا۔ اس لئے بیت المقدس ملتِ اسلامیہ کی جذباتی عقیدت کا ایک اہم مرکز ہے اور دوسری وجہ لاکھوں فلسطینی مسلمانوں کی مظلومیت اور غریب الوطنی ہے جنہیں صیہونی جارحیت نے ان کے گھروں سے نکال کر در بدر پھرنے اور کیمپوں کی زندگی بسر کرنے پر ایک عرصہ سے مجبور کر رکھا ہے اور یہ مظلوم فلسطینی عوام مسلم برادری اور دیگر بہی خواہوں کے تعاون سے اپنے وطن کی بازیابی کے لئے جدوجہد میں مصروف ہیں۔

عالم اسلام کا صرف ایک ہی تقاضہ اور مطالبہ ہے کہ یہودی بیت المقدس پر جارحانہ اور غاصبانہ تسلط ختم کر دیں اور فلسطینی عوام کا یہ حق تسلیم کیا جائے کہ وہ اپنے وطن میں آزادانہ اور باوقار طور پر واپس جا کر اپنی مرضی اور اختیار سے اپنا نظام قائم کر سکیں، مگر اسرائیل ان مسلمہ بین الاقوامی اصولوں کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں اور طاقت کے حوالے سے اپنا تسلط اور جارحیت کو قائم رکھنے پر تلا ہوا ہے۔

اسرائیل کی قوت و طاقت یہی ہے کہ ایک سُپر پاور نے علاقہ میں اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے اسے ہر قسم کے اسلحہ سے نہ صرف مسلح کر رکھا ہے ؛ بلکہ ہر معاملہ میں اسرائیل کو اس سُپر پاور کی مکمل پشت پناہی بھی حاصل ہے اور یہ امریکہ کی پشت پناہی کا ہی نتیجہ ہے کہ اسرائیل عالمی رائے عامہ کی مطلق پرواکئے بغیر ہر مسئلہ میں ہٹ دھرمی اور ڈھٹائی اختیار کئے ہوئے ہے اور اس کا جس وقت جو جی چاہتا ہے کرگزرتا ہے۔ اسرائیل کی طاقت و قوت کا ایک پسِ پردہ سرچشمہ اور بھی ہے اور وہ ہے عالم اسلام بالخصوص عرب ممالک کے باہمی اختلافات اور تضادات جن کا تعلق باہمی مفادات سے کم اور بڑی طاقتوں کی کشمکش سے زیادہ ہے اور یہ اختلافات و تضادات ہی اس امر کا سب سے بڑا سبب ہیں کہ عرب ممالک اپنی اپنی جگہ پیچ و تاب کھانے کے باوجود اسرائیل کی جارحانہ سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے مشترکہ حکمت عملی اختیار نہیں کر سکے۔ ہماری ناطاقتی اور اسرائیل کی طاقت و جرأت کا اصل راز یہی ہے اور جب تک ہم اس معاملہ میں سنجیدگی سے کوئی پیش رفت نہیں کرتے بیت المقدس کی آزادی اور فلسطینی عوام کے حقوق کی بحالی کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

مہنگائی کا عفریت : اشیاء صرف کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ کا رجحان ویسے تو ایک عرصہ سے روز افزوں ہے اور خدا جانے کب اس کو بریک لگے گی، لیکن گذشتہ دنوں روزمرہ استعمال کی اشیاء بالخصوص دالوں کی قیمتوں کو جو آگ لگی ہے اس نے غریب عوام بالخصوص محدود آمدنی والے طبقات کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے

گوشت تو غریب عوام کی دسترس سے پہلے ہی باہر تھا اور اب جبکہ سبزی اور دال نے بھی آنکھیں دکھانا شروع کر دی ہیں۔ بیچارے غریب عوام کی راتوں کی نیند حرام ہو گئی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ چار پانچ سو روپے کی ماہوار آمدنی میں ایک غریب شخص موجودہ حالات میں اپنے آٹھ دس افراد کے کنبے کو دو وقت کی روٹی دال آخر کس طرح مہیا کر سکتا ہے ؟ اور پھر اس سے ایمانداری اور دیانتداری کو برقرار رکھنے کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے ؟

اشیاء صرف کی قیمتوں میں روز افزوں اضافہ کی وجہ بین الاقوامی عوامل کو قرار دیا جاتا ہے، لیکن اس وجہ کو کسی حد تک تسلیم کرتے ہوئے بھی ہمارے ہاں مہنگائی کی دیگر وجوہ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جن میں متعلقہ محکموں کی غلط پالیسیاں، بدعنوانیاں، رشوت خوری، منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی سرِ فہرست ہیں اور یہ وجوہ ایسی ہیں جو سراسر داخلی ہیں اور انہیں بین الاقوامی عوامل کے ساتھ نتھی کر کے مہنگائی کو "ہضم" کرانے کی حکمت عملی منصفانہ نہیں ہے۔

ہمیں توقع ہے کہ حکومت اس سلسلہ میں اپنے اعلانات اور یقین دہانیوں کے مطابق ٹھوس اور نتیجہ خیز اقدامات کر کے غریب عوام کی مشکلات میں کمی کرنے کی کوشش کرے گی۔

آہ! مولانا مولا بخشؒ، مولانا قائم الدینؒ و مولانا غلام یحییٰؒ

یہ خبر جماعتی حلقوں کے لئے انتہائی صدمہ کا باعث ہو گی کہ کالعدم جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا کے امیر مولانا مولا بخش آف جھاوریاں اور ضلع نوابشاہ کے امیر مولانا قائم الدین گذشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مولانا مولا بخش ایک باعمل عالم دین، درد دل سے بہرہ ور راہنما اور شفیق بزرگ تھے۔ انہوں نے ضلع سرگودھا میں جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیم و ترقی اور اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لئے مسلسل، مثبت اور مؤثر خدمات سرانجام دی ہیں۔ مرحوم کچھ عرصہ سے مسلسل صاحبِ فراش تھے اور طویل علالت کے بعد گذشتہ دنوں وہ اپنے رب کو پیارے ہو گئے۔ مولانا قائم الدین ایک پرجوش، انتھک اور جرأتمند عالم دین تھے۔ نواب شاہ میں جمعیۃ علماء اسلام کے قیام و استحکام اور عوامی مشکلات و مسائل کے حل کے سلسلہ میں ان کی شبانہ روز جدوجہد ایک عرصہ تک ان کی یاد دلاتی رہے گی۔ مرحوم گذشتہ دنوں ملتان سے بذریعہ بس لاہور آ رہے تھے کہ راستہ میں فرشتۂ اجل نے ایک حادثہ کی صورت میں انہیں واصل بحق کر دیا۔

اسی طرح جامعہ حنفیہ جہلم کے صدر مدرس مولانا غلام یحییٰ بھی گذشتہ دنوں جبکہ وہ اپنے مدرسہ کے مہتمم مولانا عبد اللطیف (باقی صفحہ ۱۰ پر)

سینسر اور سیکریٹری اطلاعات

کشتی کی ہائی جیکنگ

بحیرہ روم میں تصادم

پی۔ آئی۔ اے ایک مسئلہ

۲۳ اگست کو صوبائی سیکریٹری اطلاعات مسٹر جاوید قریشی نے کہا کہ "سینسر شپ نرم کر دی گئی ہے اور یہ کہ اس بارے میں حتمی فیصلہ وفاقی حکومت کرے گی تاہم صوبائی وزراء اطلاعات کی کانفرنس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ تمام صوبوں میں سینسر شپ کے طریق کار میں یکسانیت پیدا کی جائے گی اور وہ خبر جو ملک کے ایک حصہ میں قابلِ اشاعت سمجھی جائے اسے دوسرے صوبہ میں سینسر نہ کیا جائے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ اس پالیسی پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے۔"

سینسر کو دوسرا سال مکمل ہونے کو ہے لیکن ابھی تک وفاقی حکومت کی جانب سے اس کے لئے کوئی مستقل طریق کار وضع نہیں کیا گیا

ترجمان اسلام میں

اشتہارات

دے کر اپنی تجارت کو

فروغ دیں۔ (ادارہ)

ہوتا ہے جس کا اثر براہ راست رسالوں اور اخباروں پر پڑتا ہے اور یہ "کیفیت" اشاعت میں بے جا تاخیر کا موجب بنتی ہے اور اس تاخیر سے شعبہ صحافت کو جو جو نقصانات پہنچ چکے ہیں اور پہنچ رہے ہیں شاید اس کا اندازہ حکومت کو نہ ہو سکے

ملک کے کسی بھی حصے میں چلے جایئے ہر علاقے میں سینسر کا معیار اپنا ہے۔ یہ بھی اپنی جگہ عجیب بات ہے بلکہ اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ فیصل آباد اور لاہور میں سینسر کا معیار بھی ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ہمارے مطالعہ کی حد تک تو صوبہ سندھ خصوصاً کراچی میں سینسر لاہور کی نسبت ایک چوتھائی بھی نہیں ہے۔ غالباً یہ بات صوبائی معاملات کے زمرے میں آتی ہے۔

وفاقی حکومت سے ہماری استدعا ہے کہ سینسر کی کوئی ایسی کسوٹی یا پیمانہ تیار کیا جائے کہ جس پر ہر علاقے میں یکساں سینسر کی کارروائی عمل میں لا سکے اور اس ضمن میں کسی قسم کی جانبداری کا کوئی شائبہ بھی نہ گزرے نیز یہ کہ سینسر کے بارے میں کوئی بھی مثبت یا منفی حتمی فیصلہ کیا جائے، کیونکہ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے ساحل دور ہوتا جا رہا ہے اور اس کا نقصان مجموعی طور پر سراسر ملک و قوم کو پہنچ رہا ہے۔

٭ ٭ ٭

ایران کو دی جانے والی تین عدد توپ بردار کشتیوں میں سے ایک کشتی کو گذشتہ دنوں اغواء کر لیا گیا۔ بعد ازاں ہائی جیکروں نے خود کو کشتیوں سمیت فرانسیسی حکام کے حوالے کر کے فرانس میں سرکاری طور پر سیاسی پناہ حاصل کر لی۔ ان ہائی جیکروں کے سربراہ ایڈمرل کمال حبیب اللہ نے الزام لگایا کہ ایران میں مذہبی لیڈروں اور ان کے حامیوں نے سخت دہشت گردی شروع کر رکھی ہے۔ وہ پُر امن شہریوں کو بے دردی سے گولیوں کا نشانہ بنا رہے ہیں جس سے سخت سراسیمگی اور دہشت پھیلی ہوئی ہے۔

ایران میں "مجرموں" خصوصاً انقلاب دشمنوں کو آناً فاناً سزائیں دینے کا جو سلسلہ انقلاب سے شروع ہوا تھا وہ بدستور جاری ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس وقت تک نہیں رک سکتا جب تک کہ بقول ایرانی مذہبی رہنما،

"انقلاب دشمنوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا" یا پھر بصورت دیگر کوئی دوسرا گروہ جائز یا ناجائز اقتدار پر قبضہ نہ کرے گا۔ دونوں صورتوں میں سے کسی ایک صورت سے بھی خانہ جنگی کی کیفیت ختم نہیں ہو سکتی کیونکہ ہر تیسرا آدمی فدائین کے رکن کی حیثیت سے ملک دشمنوں کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ ادھر سابق صدر بنی صدر کی اچانک اقتدار سے علیحدگی اور پھر ان کے خلاف "سرکاری سطح پر" باقاعدہ محاذ کھل جانے سے ایران ایک عجیب و غریب صورتحال سے دوچار ہو گیا ہے اور اس صورت حال کی بدولت ایران میں اقتدار اعلیٰ کی نظروں میں ایک کی بجائے چار گروہ دشمن قرار پائے۔ ان میں سے ایک شاہ کے حامی ہیں جو اصل مخالف ہیں۔ دوسرے کمیونسٹ جو بعد میں نشانہ بنے جبکہ تودہ پارٹی نے اس انقلاب کی بھرپور حمایت کی تھی۔ تیسرے فدائین خلق ہیں جو ایرانی حکومت کے خلاف عملاً برسرپیکار ہیں۔ چوتھا اور آخری گروہ جو دشمن قرار پایا وہ سابق صدر ابوالحسن بنی صدر کا حامی گروہ ہے۔ بنی صدر کے صدر کے عہدے سے علیحدگی کے بعد بنی صدر کی حمایت میں جس شدت اور قوت سے مظاہرے ہوئے ان سے پتہ چلتا ہے کہ موصوف کو خاصی تعداد میں عوامی سطح پر حمایت حاصل ہے۔

ایرانی حکومت اور دفاعی حکموں کی یہ کھیلاف فہم سمجھ سے اس لئے بالاتر ہے کہ ایسا شخص جس نے آیت اللہ خمینی کی ہر آواز پر لبیک کہا مصیبتیں و مشقتیں برداشت کیں اور ایرانی مجلس (قومی اسمبلی یا پارلیمنٹ) کی واضح اکثریت نے صدر چنا اور محض اس بات پر صدارت کے عہدے سے باقاعدہ علیحدہ کر دیا گیا کہ بقول بنی صدر وہ ایران میں شخصی حکومت کی بجائے عوام کی حکمرانی چاہتے تھے۔ شاید آیت اللہ خمینی اور بنی صدر کی ملاقاتوں میں یہ بات طے ہو چکی تھی کہ پارلیمنٹ کو با اختیار ادارہ بنایا جائے اور انقلابی دستوں کی قوت کو مجتمع کیا جائے، مقدمات کی سماعت کے دوران ملزموں کو زیادہ سے زیادہ صفائی کا موقع فراہم کیا جائے تاکہ ذرا سے جرم پر گردن زدنی کے واقعات میں کمی ہو۔ مگر موجودہ صدر ایران اور سابق وزیراعظم محمد علی رجائی اور آیت اللہ الخمینی کی نئے صدر کے انتخاب سے قبل تک کی ملاقاتوں میں رجائی نے موصوف امام کو اصل حقائق سے بے خبر رکھ کر سابق صدر بنی صدر کے متعلق غلط اطلاعات فراہم کیں کردہ آپ کی مرکزی حیثیت کو مجروح کرنے کی کارروائیوں میں ملوث ہے۔ چنانچہ امام خمینی کے مشورے سے ارکان مجلس نے بنی صدر کے خلاف قرارداد عدم اعتماد منظور کر لی۔ اس قرارداد کی منظوری کے بعد بنی صدر نے دو ماہ تک ایران میں روپوشی اختیار کر کے باقاعدہ فضائیہ کے ایک طیارہ میں ڈرامائی انداز میں فرانس میں سیاسی پناہ حاصل کر لی۔

اب صورتحال یہ ہے کہ بنی صدر خود اپنی حیثیت کے بارے میں بڑے بلند بانگ دعوے کر رہے ہیں۔ ان دعووں میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے ساتھ ایران کے اسی فیصد عوام ہیں اور یہ کہ ایرانی عوام عنقریب بقول ان کے 'شخصی حکومت اور آمریت' کا تختہ الٹ دیں گے ادھر مجاہدین خلق کے ارکان آئے دن کہیں نہ کہیں شب خون مارتے ہیں اور نتیجتاً خاصا مالی و جانی نقصان ہوتا ہے۔ ادھر شاہ کے حامی گروہ نے اپنی کارروائیاں دوسرے انداز میں شروع کر دی ہیں۔ فرانس کی طرف سے ایران کو فروخت کی جانے والی توپ بردار جنگی کشتیاں کھلے سمندر میں ہائی جیک کر لیں۔ بعد ازاں کشتیاں فرانسیسی حکام کے حوالے کر کے سیاسی پناہ حاصل کر لی۔ ان ہائی جیکروں اور اس سے قبل ابوالحسن بنی صدر کو سیاسی پناہ دینے کے بعد سے ایرانی حکومت اور فرانس کے درمیان تعلقات کشیدہ چلے آ رہے ہیں یہاں تک کہ سفارتی عملہ میں ختم ہونے کی حد تک کمی کر دی۔ کشتی کا اغواء گو کہ سابق ایڈمرل نے کیا لیکن ایران اس میں فرانسیسی حکومت کو ملوث کرنے کی کوششیں کر رہی ہے تاہم فرانسیسی حکام کی صفائی کو ایرانی حکام نے رد کر دیا ہے اور فرانسیسی حکومت نے بھی ایرانی حکومت کی طرف سے دی جانے والی دھمکیوں کو درخور اعتنا نہیں سمجھا۔ کشتی کی ہائی جیکنگ ایرانی حکومت کے قیام کے لئے مستقل خطرہ ثابت ہو سکتی تھی بشرطیکہ تینوں جنگی کشتیاں کھلے سمندر میں رہتے ہوئے ایران کے خلاف باقاعدہ کارروائی کرتیں بقول ہائی جیکر ایڈمرل کمال حبیب اللہ انہوں نے توپ بردار کشتی اس لئے اغواء کی تھی کہ اگر انہیں موقع مل جاتا تو وہ ایران پر دھاوا بول دیتے۔ اور یہ کہ موجودہ حکومت بقول ان کے اسلامی نظام کی آڑ میں عوام پر ظلم ڈھا رہی ہے۔ اگر کمال حبیب اللہ کی حسب منشا اسے ایرانی ساحل پر حملہ کرنے کا موقع مل جاتا تو یہ بات یقینی تھی کہ ایرانی سمندر اور ساحل سمندر ایک نئی جنگ کا محاذ بن جاتے اور اندرون ملک تین محاذ دل اور عراقی محاذ کے علاوہ اس ساحلی محاذ پر بھی ایرانی حکام کو برسرپیکار ہونا پڑتا اور یوں اپنوں کے علاوہ غیروں کو بھی اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کا موقع مل جاتا۔

☆

گذشتہ روز بحیرہ روم میں امریکی ایف۔ ۱۴ طیاروں نے جنگی مشقوں کے دوران لیبیا کے روسی ساختہ ۲۲ دو طیاروں کو مار گرایا۔ امریکی حکام نے اس سلسلے میں لیبیا سے احتجاج بھی کیا اور کہا کہ امریکی طیارے حسب پروگرام بحیرہ روم میں مشقوں میں مصروف تھے کہ لیبیا کے دو طیاروں نے امریکہ کے آٹھ ۱۴۔ ایف طیاروں پر فائرنگ شروع کر دی۔ دفاعی کارروائی کے طور پر امریکی طیاروں نے فائرنگ کی۔ اس کے نتیجے میں لیبیا کے ایس یو ۲۲ قسم کے دو طیارے نشانہ بنے۔ ان کے پائلٹوں نے چھلانگ لگا کر جان بچائی۔

ادھر ایرانی حکومت نے اس مختصر جنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ لیبیا کے طیاروں کو گرانا امریکہ کا سنگین جرم ہے جبکہ ہندوستانی حکومتی حلقوں نے اس جنگ کو نہایت معمولی واقعہ قرار دیا۔ امریکہ کے سابق وزیر خارجہ ہینری کیسنجر نے طیاروں کے گرائے جانے کو جائز قرار دیا۔ ---------- ---------- اور کہا کہ اس سے ان ملکوں کی آنکھیں کھل جائیں گی جو روسی ہتھیاروں اور روسی شہ پر اپنے ہمسایوں کو خاطر میں نہیں لاتے اور ان کی آزادی و تحفظ کے لئے خطرہ بنے ہوئے ہیں تاہم امریکی سینیٹ کے ایک رکن نے اس حملہ کو امریکہ کی بے عزتی قرار دیا۔ ان بیانات اور آراء کو پرکھنے کے بعد اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امریکہ کا یہ اقدام کس حد تک درست تھا۔ لیبیا کے حکام نے اپنی سمندری حدود دو سو میل تک بتائی ہیں جبکہ امریکی کمانڈر وائس ایڈمرل رووڈن کے مطابق لیبیا کی سمندری حدود صرف ۲۵ میل تک ہیں۔ امریکی جنگی جہاز اس سے قبل بھی جنگی مشقیں کرتے رہے ہیں۔ امریکی حکام کے مطابق بحری حدود کے بارے میں روس بھی کرنل قذافی کے دعوے کو احمقانہ تصور کرتا ہے۔

امریکہ نے جب ۱۹۷۳ء میں بحیرہ روم کے خلیج سدرا میں بحری مشقوں کا سلسلہ شروع کیا تھا تو صدر قذافی نے اس وقت نقشے میں خلیج فارس کے ساتھ ایک لائن کھینچ دی اور اسے لیبیا کی بحری حدود قرار دے دیا جبکہ بین الاقوامی طور پر ہر ملک کی بحری حدود صرف بارہ میل تسلیم کی جاتی ہیں۔ امریکی حکام کو لیبیا میں مقیم ہزاروں امریکی باشندوں کی فکر لاحق تھی کہ کہیں ایران کے واقعات کا اعادہ نہ ہو اور امریکہ کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے یا بصورت دیگر بحیرہ روم تیسری جنگ عظیم کا پہلا محاذ ثابت ہو۔ تاہم اس سے قبل صدر قذافی کے بیانات خاصے خوشگوار تھے جن سے اندازہ ہوتا تھا کہ لیبیا امریکہ تعلقات میں بہتری آ جائے گی، لیکن حالیہ واقعہ سے اس کشیدگی کو تقویت ملے گی جو گزشتہ سال سے دونوں ملکوں میں موجود رہی ہے اور امریکی حلقے لیبیا کو دہشت گرد گردان رہے ہیں۔ اب تو امریکی انتظامیہ صدر ریگن کو بقول ان کے لیبیا کے دہشت گردوں کے ممکنہ حملے سے بچانے کے سلسلے میں خصوصی حفاظتی انتظامات کر رہی ہے۔ ان حالات میں عالمی امن (جو امریکہ کے قول و فعل کا بھی محتاج ہے) مستحکم تو کیا قائم رکھنے میں بھی مزید دشواریاں پیش آئیں گی اور جو ملک اس سلسلے میں کوشاں ہیں انہیں اس سے ٹھیس پہنچے گی۔

٭ ٭ ٭

گزشتہ ہفتے وفاقی حکومت نے مارشل لاء کے ضابطہ ۵۲ کے تحت پی۔ آئی۔ اے میں یونینوں کی سرگرمیوں پر پابندی لگا دی اور آئندہ سال تک کے لئے یونینوں کو معطل کر دیا۔ اس کا اطلاق پی۔ آئی۔ اے کی تمام یونینوں پر ہوگا۔

پی۔ آئی۔ اے کے معاملات ایک عرصے سے کسی احتسابی کارروائی کے منتظر تھے۔ علاوہ ازیں شکایات در شکایات نے کئی حقائق سے پردہ اٹھایا۔ صرف اندرون ملک ہی نہیں بلکہ غیر ممالک میں بھی پی۔ آئی۔ اے کے ذیلی دفتروں نے عجیب و غریب صورت حال پیدا کر دی تھی۔ من مانی۔ دھاندلی۔ لوٹ کھسوٹ، اقربا پروری، سستی و کاہلی۔ بے جا اصراف، ضرورت سے زائد عملہ اور تخریب کاری ایسے عوامل محض یونین اور ان کے کرتا دھرتاؤں کی بدولت پیدا ہوئے۔ بیرون ملک رہنے والے پاکستانی تو پی۔ آئی۔ اے کے زمینی عملے سے بیحد نالاں ہیں۔ پی۔ آئی۔ اے کسٹم کی لوٹ کھسوٹ اور چوری کی وارداتوں نے اس عظیم ادارے کی روایات کو بٹہ لگایا۔ جہاز D.C.-۱۰ کی آتشزدگی اور بوئنگ کے اغوا میں بھی اعلیٰ سطح کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق پی۔ آئی۔ اے کے پانچ اور ائیرپورٹ سیکیورٹی اسٹاف کے بیس ارکان ملوث ہیں۔ انہیں اظہار وجوہ کے نوٹس جاری کر دیئے ہیں۔

ہماری معلومات کے مطابق اس وقت پی۔ آئی۔ اے میں پچاس کے لگ بھگ افراد جنرل منیجر، اسسٹنٹ جنرل منیجروں اور ڈائریکٹروں کے عہدوں پر ہزاروں روپے کی تنخواہیں وصول کر رہے ہیں۔ یہ تمام لوگ زائد از ضرورت ہیں اور محض یونین ازم اور اقربا پروری کی بدولت اس قومی ادارے کو لاکھوں روپے کا نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اب تک حکام پی۔ آئی۔ اے کے ۳۷۵ ملازمین اور ۹۰ افسروں کو برطرفی کے خطوط جاری کر دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ مستقر حفاظتی فورس کے بھی ۳۸ افراد کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ غالباً یہ کارروائی پی۔ آئی۔ اے کی کارکردگی کو منضبط بنانے کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ عوامی حلقوں میں حکومت کے اس اقدام کو بے حد سراہا گیا ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ احتساب کے اس لازمی عمل میں اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ بے گناہ ملوث نہ ہوں اور گناہگار بچ کر نہ جائے۔ امید ہے اس سلسلہ میں حکومت اور پی۔ آئی۔ اے انتظامیہ احتیاط سے کام لے گی۔

حدیث نبویؐ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدائے عزوجل اس امت کے لئے ہر نئی صدی پر ایک شخص کو بھیجتا ہے، جو اس کے دین کو تازہ کرتا ہے۔

ابوداؤد

سید عطاء الرحمٰن جعفری بی اے آنرز

روسی توسیع پسندی اور واخان کا علاقہ

جب سے رُوس کے فوجی دستوں نے افغانستان میں نام نہاد غیر ملکی مداخلت کے راستے بند کرنے شروع کئے ہیں دنیا کی توجہ روس کے اس اقدام۔ اس کی مذمت اور روسی قبضے کے مخالفین کی سرگرمیوں میں اتنی الجھی ہوئی ہے کہ افغانستان میں رونما ہونے والے سیاسی اور فوجی اہمیت کے بعض نہایت غیر معمولی واقعات نظروں سے اوجھل ہو رہے ہیں۔ اس قسم کا پہلا واقعہ واخان کے علاقے کا روس میں انضمام تھا جس نے صدیوں پُرانے تاریخی، جغرافیائی اور فوجی حقائق کی شکل بدل کر رکھ دی ہے۔ اب یہ انکشاف ہوا ہے کہ روس نے اس علاقے میں چھ نئے ہوائی اڈے تعمیر کرنے شروع کر دیے ہیں۔

واخان کی تقریباً تیس میل لمبی اور دس پندرہ میل چوڑی پٹی کوہستر تی صوبہ بدخشاں میں واقع ہے۔ اب تک یہ حیثیت حاصل رہی تھی کہ یہ چھوٹا سا علاقہ روس کو پاکستان سے جُدا کرتا تھا۔ روس نے اس سال کے اوائل میں واخان کی پٹی کو بدخشاں کے علاقہ میں زبردست فوجی یلغار کرنے کے بعد اپنے علاقہ میں ضم کر لیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اب روس کی سرحد بھی براہ راست پاکستان سے ملتی ہے۔ یہ اقدام روس اور برطانیہ کے درمیان ہونے والے ان سمجھوتوں کی خلاف ورزی تھا جن کے تحت واخان کی یہ حیثیت تسلیم کی گئی تھی کہ وہ افغانستان کا علاقہ ہے۔

اب اس علاقہ میں چھ ہوائی اڈوں کی تعمیر سے جن میں سے ایک ہوائی اڈہ خاص واخان میں ہوگا، نہ صرف اس علاقے کا فوجی نقشہ بدل جائے گا بلکہ پاکستان اور چین دونوں کو ٹھنڈے دل سے جائزہ لینا پڑے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روس اور چین کی ساڑھے تین ہزار لمبی سرحد تقریباً اسی علاقہ میں آکر ختم ہوتی ہے اور پاکستان اور چین کو ملانیوالی سڑک بھی یہاں سے زیادہ دُور نہیں ہے۔ یورپی ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ روس پانچ ہوائی اڈے اپنی سرحد کے ساتھ تعمیر کرے گا اور چھٹا اڈہ واخان میں قائم کیا جائے گا۔ گویا ایک چھوٹا سا علاقہ جہاں تین ملکوں کی سرحدیں آکر ملتی ہیں ایک چھ رخے فوجی اڈے میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔

روس کے نزدیک اس علاقے کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ روسی فوج نے جس میں چھاپہ بردار دستے بھی شامل ہیں، پے در پے حملے کر کے اس کی ساری آبادی کو پاکستان ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ روس نے چین سے ملنے والی تین ہزار میل لمبی سرحد پر میزائل نصب کر دیے ہیں۔

بدخشاں میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر اتنے زیادہ ہوائی اڈوں کی تعمیر اس علاقے میں روس کا قبضہ مستحکم بنانے کے منصوبے کا دوسرا حصہ ہے۔ منصوبہ کے پہلے حصہ کے طور پر واخان کو یکایک روس میں ضم کیا گیا اور شاید اس لئے کہ گیا کہ اس علاقے کو اس نوعیت کے فوجی اڈے میں تبدیل کر دیا جائے جو بیک وقت پاکستان اور چین کے لئے خطرے کا باعث بن سکے۔ چینی سرحدوں پر میزائل کا نصب کرنا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

چین پر سوویت کا اثر و رسوخ آزاد اور ترقی پذیر ممالک کے لئے بہت ہلاکت خیز ہوگا۔ چین تا حال ماؤ کے حامی اور مخالفین کے درمیان بٹا ہوا ہے۔ افغانستان کو روسی فوج سے خالی کرانے کے لئے سفارتی سطح پر کسی قسم کی ..... پیشقدمی کا عبرتناک دور طویل سے طویل تر ہوتا جا رہا ہے۔ افغانستان کا بحران حل کرنے کے لئے گزشتہ ایک سال کے دوران جتنی تجاویز سامنے آئی ہیں۔ یورپ کی اقتصادی برادری کی تجاویز کو ان میں سب سے اہم قرار دیا گیا ہے لیکن روس نے اس کے متعلق بھی سرد مہری کا مظاہرہ کیا کیونکہ روس افغانستان کی جنگ کو طول دے کر مجاہدین پر کاری ضرب لگا سکتا ہے اور واخان میں روسی اڈوں کی تعمیر اسی [illegible]

باقی صفحہ [illegible]

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

انبیائے کرام علیہم السلام کی بشریت

انسانیت پر اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۝

بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا جو بھیجا ان میں رسول انہی میں سے، پڑھتا ہے ان پر اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب و سنت اور اگرچہ وہ لوگ اس سے قبل صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔

(پ ۴ - آل عمران - ۱۷)

اس آیت کریمہ کا مطلب و مدعا یہ ہے کہ مومنوں پر اللہ تعالیٰ کا بیحد احسان ہوا ہے کیونکہ اس نے انہی کی جنس اور انہی کی نوع کا ایک بشر، آدمی اور انسان رسول بنا کر بھیجا جس کے پاس اٹھنا، بیٹھنا، بات چیت کرنا، زبان سمجھنا اور ہر قسم کے انوار و برکات کا استفادہ کرنا آسان ہے۔ ان کے احوال، اخلاق، سوانح، زندگی، امانت و دیانت، خدا ترسی اور پاکبازی سے وہ خوب اور اچھی طرح واقف تھے اور حقیقت بھی یہ ہے کہ رسول اور نبی سے انسانوں کا استفادہ اور اکتسابِ فیض جبھی ہو سکتا ہے کہ وہ بھی انسان اور بشر ہو۔ کیونکہ اصلاح کے لئے صرف علم ہی کافی نہیں بلکہ احساس کی بھی ضرورت ہے۔ پس جو غم نہیں کھا سکتا وہ غمزدہ اور دلگیر کی پوری تسلی بھی نہیں کر سکتا۔ اور جو بھوک پیاس کی تکلیف سے آزاد اور بے شعور ہو وہ بھوکے اور پیاسے کے ساتھ صحیح دلسوزی اور صبر کی تلقین کرنا بھی نہیں جانتا۔ جو میدانِ کارزار میں دشمن کے مقابلہ میں لڑتے ہوئے زخم نہیں کھاتا وہ شہادت فی سبیل اللہ اور تبلیغ دین کے سلسلے میں زخمی ہونے کی ترغیب بھی نہیں دے سکتا۔ جو خود اپنے کسی لختِ جگر اور نورِ نظر کے فراق کا صدمہ نہیں اٹھاتا وہ ایسے ہی موقع پر کسی کی تعزیت اور تسکین بھی نہیں کر سکتا۔ جو خود اپنی بیویوں کے گھریلو معاملات، ضروریات اور مطالبات سے ناواقف ہو وہ دوسروں کو اہل خانہ کے ساتھ حسنِ سلوک کا سبق بھی نہیں سکھلا سکتا اور جو خود درد و کرب، بخار اور بدنی آلام میں مبتلا نہیں ہوتا وہ ایسے مصائب اور تکالیف میں دوسروں کے لئے صبر و ہمت کی ڈھارس بھی نہیں بن سکتا۔ غرضیکہ جو شخصیت فطرتِ انسانی کی خامیوں اور کمزوریوں سے آشنا نہیں وہ ان میں ان کی اصلاح اور مناسب موقع پر اغماض بھی نہیں کر سکتی۔ اسی لئے ربِ ذوالمنن نے جابجا قرآن کریم میں بعثتِ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کا بشر، آدمی اور انسان ہونا ایک مستقل انعام و احسان قرار دیا ہے اور لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ کی آیت تو اس کی واضح اور روشن دلیل ہے۔ کفار اور مشرکین کو اس پر بہت حیرت ہوتی تھی کہ انہی کی طرح کھانے پینے، چلنے پھرنے اور بازاروں میں گھومنے والا نبی اور رسول ہو اور اس سے ان کی ہدایت و رشد اور رہنمائی کا سلسلہ وابستہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس باطل اور بے بنیاد نظریہ کی پرزور تردید فرمائی اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بشر، انسان اور آدمی ہونے کی حکمت، مصلحت اور فلسفہ بتایا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ:-

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا۝ (پ ۱۵ - بنی اسرائیل - ۱۱)

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے اگر ہوتے زمین پر فرشتے چلتے پھرتے بستے تو ہم ضرور اتار دیتے ان پر آسمان سے فرشتہ رسول۔

یعنی اگر زمین کی خلافت اور آبادی فرشتوں اور نوری مخلوق کے سپرد ہوتی تو حکمت کا تقاضا یہ ہوتا کہ ان کی اصلاح و ہدایت کے لئے آسمان سے انہی کی نوع سے نوری مخلوق رسول ہو کر آتی۔ مگر زمین کی خلافت اور اس کی آبادی تو حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی نسل کے سپرد ہے۔ اس لئے حکمتِ الٰہی اس کی مقتضی ہے کہ انہی کی نوع سے بشر اور آدمی ان کی

روحانی تربیت اور رہنمائی کے لئے بھیجے جاتے کیونکہ غیر نوع سے استفادہ کرنا اور فیض صحبت اٹھانا یقیناً متعذر ہے اور نوری مخلوق کسی صورت اور کسی فعل میں انسان کے لئے اسوہ اور نمونہ نہیں بن سکتی اور یہ امر بالکل واضح ہے کفار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ازراہ تعنت وعناد چند فرمائشی نشانات اور معجزات طلب کئے تھے۔ اس کا فیصلہ کن جواب اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا کہ:

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ○

(پ۱۵ ۔ بنی اسرائیل - ۱۰۰)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے کہ پاک ہے میرا رب نہیں ہوں میں مگر بشر رسول۔

اس آیت میں واضح کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کارخانہ میں تصرف کرنا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اختیار اور بس میں نہیں ہے اور ان کو مافوق طاقت بشری کام پر قدرت نہیں ہے اور نہ زمین و آسمان میں ان کو خدائی تصرف کا حق ہے اور نہ خدائی طاقتیں اور اختیارات ان کو حاصل ہیں۔ اور نہ تو وہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے اور نہ اس کی جزو اور نہ وہ اس کے رشتہ دار ہیں کیونکہ وہ تو ہر حیثیت سے وحدہٗ لاشریک لہٗ اور مخلوقات کی تمام صفات اور لوازمات سے مبرا اور منزہ ہے اور ہر قسم کے عجز اور نقص سے پاک ہے۔

بے شک حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں پر بے شمار معجزات صادر ہوتے رہے ہیں جو بالکل ایک قطعی حقیقت ہے اور ان کا انکار اور تاویل باطل الحاد نری بے دینی اور زندقہ ہے۔ مگر اصول قطعیہ اور نصوص متواترہ سے یہ بات بھی مبرہن ہو چکی ہے کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو نبی اور رسول کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا کہ:

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ (الآیۃ پ۱۶ کہف ۱۲)

کہہ دیجئے کہ میں تو تمہاری طرح کا بشر ہوں ہاں میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے۔

اس میں یہ امر آشکارا کر دیا گیا ہے کہ بے شک ہیں تو وہ بشر اور انسان ہی اور تمام بشری تقاضوں اور لوازمات میں وہ عام انسانوں کی طرح ہیں مگر انبیاء اپنے کمالات و درجات اپنے فضائل و مراتب، اپنے خصائل و اخلاق اور اپنے شمائل و مکارم کے اعتبار سے تمام انسانوں سے مافوق سب فرشتوں سے اعلیٰ اور ساری کائنات سے افضل ہیں اور خاص کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کی شان یہ ہے کہ

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

وہ خدا تعالیٰ سے مکالمہ کرتے ہیں، ان پر خدا تعالیٰ کی وحی نازل ہوتی ہے، وہ معصوم ہوتے ہیں، وہ لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتے ہیں۔ اسی لئے ان کی عزت و تعظیم اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری سب پر فرض ہے۔

وہ خدا تعالیٰ کے خاص سچے اور مطیع بندے ہوتے ہیں، جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے رسالت اور پیغمبری کے بلند و بالا منصب پر سرفراز کیا ہوتا ہے، لیکن وہ باایں عزت و شان اسی کے عابد اور اسی کے بندے ہوتے ہیں اور خدائے ناصر و معین کے کسی گوشہ میں کامیابی کامرانی نصیب نہیں ہو سکتی اور جس کی عاجز نوازیاں بے کسوں کا آخری سہارا اور بے نواؤں کا انتہائی ماویٰ و ملجا بنتی ہیں اللہ ان حضرات کے نیک آثار کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں مٹا سکتی۔

بقیہ: روسی توسیع پسندی

کی بھی ایک کڑی ہو سکتی ہے۔

واخان کے علاقے کو روس کا حصہ قرار دینے سے متعلق کاغذات باقاعدہ طور پر ببرک کارمل نے صدر برزنیف کے حوالے کر دیے ہیں۔ گویا روس نے کابل کی انتظامیہ سے واخان سے دستبردار ہونے کے سلسلے میں ایک حلف نامہ بھی حاصل کیا ہے۔

روس بہت پہلے سے واخان کو ہڑپ کرنے کے عزائم رکھتا تھا تاکہ ایک طرف افغانستان کا عوامی جمہوریہ چین سے سرحدی رابطہ منقطع ہو جائے اور دوسری طرف روس کی سرحد پاکستان سے مل جائے۔ چنانچہ حفیظ اللہ امین اور ترہ کئی کے دور حکومت میں روس نے اس سلسلہ میں سودا بازی کا آغاز کیا تھا اور اب ماسکو اور کابل انتظامیہ کے درمیان معاہدہ ہو گیا ہے اور اب روس اس پوزیشن میں ہے کہ چین اور پاکستان کے سروں پر بیٹھ کر انہیں ہراساں کر سکے۔ کیونکہ واخان کی سرحدی پٹی ایک طرف تو چین کے صوبہ سنکیانگ سے ملتی ہے اور روس و پاکستان کی سرحدوں کے درمیان ایک حد فاصل کا کام بھی دیتی تھی۔ سرحدوں پر اتنی بڑی تبدیلی لانا پاکستان اور چین کے لئے سخت تشویش کا باعث ہے۔

بقیہ: اداریہ

کو لندن کے لئے رخصت کرنے کی غرض سے بذریعہ کار راولپنڈی جا رہے تھے کہ راستہ میں ٹریفک کے حادثہ میں جاں بحق ہو گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کا تعلق تحریک خدام اہل السنت سے تھا اور دینی محاذ پر انہوں نے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ ہم مرحوم علماء کرام کی وفات کے غم میں ان کے اعزہ واقرباء رفقاء و تلامذہ اور جماعتی احباب کے ساتھ شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت مرحومین کی دینی، علمی و قومی خدمات کو قبول فرمائیں اور ان کی لغزشوں سے درگذر کرتے ہوئے انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائیں۔ آمین یا الہ العالمین۔

آئندہ زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق بسر کرنے کا عہد کریں

حضرۃ مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی تلقین

۱۲ نومبر ۱۹۷۸ء کو شام چار بجے راولپنڈی پریس کلب میں کالعدم پاکستان قومی اتحاد کی ملک گیر اصلاح معاشرہ مہم کے سلسلے میں ایک افتتاحی تقریب سے حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے درج ذیل خطاب فرمایا جو وقت کی مناسبت سے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔
ضبط و ترتیب: جناب سعید الرحمٰن صاحب علوی

جناب صدر، میرے محترم بزرگو، دوستو اور عزیز بھائیو! یہ تحریک ——— اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں جس کا آج افتتاح ہو رہا ہے اس کی غرض و غایت کیا ہے؟ اس تحریک کا مقصد صرف یہ ہے کہ اسلامی نظام کے قیام کے لیے پاکستان میں شریعت مقدسہ کے نفاذ کے لیے راستہ ہموار کیا جائے۔ یہ تو طے ہے کہ پاکستان میں اسلام کے سوا کوئی اور نظام نافذ نہیں ہو سکتا۔ گذشتہ تحریک نے یہ بات ثابت کر دی کہ پاکستان کے لوگ ——— یہاں کے مسلمان ——— اسلامی نظام کے سوا کسی اور نظام کو قبول نہیں کرتے۔ لیکن جب حالات سامنے آتے ہیں تو کچھ مشکلات، کچھ دشواریاں بھی پیش آتی ہیں۔ اگر ہم بددیانت ہیں، اگر ہم انفرادی زندگی میں اور اجتماعی میں اسلام کے اصولوں پر خود عمل نہیں کرتے تو ہم نظام حکومت کو بھی بدل نہیں سکتے۔ اگر ہم بددیانت ہیں، امانت دار نہیں ہیں، روزمرہ کے کاروبار میں جھوٹ بولتے ہیں، خائن ہیں اور اسلامی اصول کے مطابق ہماری زندگی نہیں ہے تو ہم سے یہ توقع کرنا کہ ہم یہیں اجتماعی طور پر ملک میں اسلام کو نافذ کر دیں گے، شاید یہ توقع درست نہ ہو۔

میرے محترم دوستو! اللہ تعالٰے مسلمانوں کو جب تمکنت عطا فرماتے ہیں، اقتدار عطا فرماتے ہیں تو اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ ان کے فرائض کیا ہیں؟ اقاموا الصلوٰۃ کہ سب سے پہلے وہ نماز کو قائم کرتے ہیں ——— نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ ایک انسان اللہ تعالٰے کی الوہیت اور اس کی برتری کے سامنے جھک جاتا ہے اور اس یقین کے ساتھ کہ میں کسی بڑی طاقت کے سامنے جوابدہ ہوں ——— ہر وقت ——— دن میں پانچ مرتبہ اگر وہ اس کی یاد دہانی اپنے نفس کو کراتا ہے تو کبھی غلطی نہیں کر سکتا ——— ہماری تمام غلطیاں ——— ان کی بنیاد یہ ہے کہ ہم خدا سے غافل ہیں ——— اگر ہم خدا سے غافل نہیں ——— اگر ہمیں یقین ہے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے وہ ہمیں دیکھتا ہے ——— جیسا حدیث میں آتا ہے حضور علیہ السلام نے عبادت میں احسان ——— یعنی اچھے طریقہ سے عبادت کرنے کا طریقہ بتایا ——— اَنْ تَعْبُدَ اللہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ ——— کہ آپ ایسے اللہ کی عبادت کریں جیسا کہ تم خدا کو دیکھتے ہو ———

تمہارے سامنے خدا ہے ـــــ اس لیے حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے اسے نماز میں تھوک پیدا ہوا ـــــ لعاب دہن ـــــ تو کہتے ہیں کہ کپڑے سے صاف کر دے یا دائیں بائیں تھوک دے ـــــ سامنے کی طرف نہ تھوکے۔ فان ربہ بینہ و بین القبلۃ ـــــ اس لئے کہ اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہے ـــــ سوچو ـــــ کس کے سامنے کھڑے ہو ـــــ اس کے سامنے تھوکتے ہو ـــــ اندازہ لگائیں کہ نمازی کے سامنے سے گذرنے کی اجازت نہیں اس لئے کہ وہ جو توجہ قائم ہے ـــــ تم نے خدا کے ساتھ جو تعلق قائم کر رکھا ہے ـــــ وہ تعلق منقطع ہو جاتا ہے ـــــ اور کہتے ہیں کہ اگر تم میں یہ صلاحیت نہیں کہ تم خدا کو دیکھتے ہو ـــــ یہ تصور تمہارا پختہ نہیں ہوا تو یہ تصور تو پختہ کر لو کہ خدا تمہیں دیکھتا ہے ـــــ یہ تو معمولی بات ہے ـــــ تو جو آدمی یہ تصور کرے کہ خدا مجھے دیکھتا ہے وہ کبھی گناہ نہیں کرے گا ـــــ وہ اکیلا ہو کر بھی یہ سمجھے گا کہ میرا خدا میرے ساتھ ہے اس لیے وہ بددیانتی نہیں کرے گا ـــــ وہ چوری نہیں کرے گا وہ جھوٹ نہیں بولے گا وہ کسی کو دھوکہ نہیں دے گا ـــــ اس لیے کہ وہ سمجھتا ہے کہ میرا خدا مجھے دیکھتا ہے اور میرے ساتھ ہے۔ اسی طرح وہ لوگ زکوٰۃ دیں گے ـــــ زکوٰۃ سے مقصد یہ ہے کہ مساکین، فقراء معاشرہ میں جو لوگ ضعیف اور کمزور ہیں ـــــ ان کی مدد کرو۔ اسلام نے اخلاق کی عظیم تعلیم دی ـــــ تم اگر خود کھاتے ہو تو دوسرے کو بھی کھلاؤ ـــــ انفاق ـــــ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا قرآن میں ذکر ہوا ـــــ یسئلونک ماذا ینفقون ـــــ

اے پیغمبر! آپ سے وہ لوگ پوچھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں وہ کیا خرچ کریں۔ آپ نے فرمایا۔ قل العفو ـــــ جو اپنی ضرورت سے زیادہ ہو۔ اسے خرچ کر دو ـــــ اگر ہم آج اپنی ضرورتوں سے زیادہ کو خرچ کر دیں ـــــ فقراء، مساکین، یتامیٰ، بیوگان، ہمسایہ پڑوسی ـــــ پر تو آپ بتلائیں کہ اس ملک میں کوئی معاشی مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے؟ معاشیات، معاشیات ـــــ دنیا میں مسئلہ چھڑا ہوا ہے ـــــ میں کہتا ہوں کہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرو ـــــ اپنی ضرورت سے زیادہ دوسروں پر خرچ کرو ـــــ اس کے بعد اس ملک میں کبھی معاشیات کا مسئلہ پیدا نہیں ہو سکتا ـــــ اسلام نے بلند اخلاق کی تعلیم دی ـــــ اور پھر یہ ہے کہ اسلام نے صرف اپنی اصلاح کی تعلیم نہیں دی بلکہ ـــــ امر بالمعروف و نہوا عن المنکر ـــــ بھلائی کا ـــــ نیکی کا تم دوسروں کو بھی حکم دیا کرو اور برائی سے منع کیا کرو۔ اگر تم جاتے جاتے کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ برائی کر رہا ہے تو اس کو احسن طریق سے، لڑ کر جھگڑ کر نہیں ـــــ ادفع بالتی ھی احسن فاذالذی بینک و بینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم ـــــ آپ دفاع کریں برائیوں کا اس طریق سے جو بہتر ہو ـــــ نرمی کے ساتھ پیار کے ساتھ، محبت کے ساتھ، خیرخواہی کے جذبہ کے ساتھ ـــــ تو فرماتے ہیں ـــــ وہ آدمی جس کے درمیان اور تمہارے درمیان دشمنی ہے وہ تمہارا گرم جوش دوست بن جائے گا ـــــ آپ خیرخواہی کا جذبہ تو دکھائیں۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے تمام مسائل اس لیے الجھے ہیں کہ ہم نے اسلام کے اصولوں

پر عمل نہیں کیا — ہم میں رشوت ہے ہم میں چوری ہے، لوٹ مار ہے، دھوکہ دینا ہے، فریب ہے، کون سی بات نہیں — کیا ہم یہ نہیں کر سکتے کہ ہم آج طے کر لیں کہ آئندہ ہم نے اسلام کے بتلائے ہوئے ایک صحیح راستہ پر چلنا ہے اور ہم نے بددیانتی اور جھوٹ کو ترک کر دینا ہے — کیا ہم آج اس کا عہد نہیں کر سکتے۔ کیا مشکل ہے — کیا دیانتداری کے اصول کے مطابق چلنا مشکل ہے — ایک کاروباری ہے — حدیث میں آتا ہے — التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء۔ کہ ایک تاجر جو سچا اور امانت دار ہو وہ قیامت میں نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا — دو صفتیں بیان فرمائیں — سچا اور امانت دار — یہی دو صفتیں کاروبار میں ضروری ہیں — سچ بولو جھوٹ نہ بولو اور امانت دار ہو خیانت نہ کرے۔ ایک سرکاری ملازم ہے — تنخواہ لیتا ہے اگر وہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے کہ میں جس چیز کی تنخواہ لیتا ہوں اس کو میں نے حلال کرنا ہے۔ حرام نہیں کرنا تو وہ اپنے فرائض دیانتداری سے سرانجام دے گا — اس ملک میں خرابی پیدا نہیں ہوگی — اگر وہ اقربا پروری کرے گا — اگر وہ دوست نوازی کرے گا، اگر وہ ظلم اور زیادتی کریگا، تو پھر سمجھتا ہوں کہ اس کی کمائی حلال کی کمائی نہیں ہو سکتی — حکومت کے اپنے فرائض ہیں کہ رعایا کی مصلحتوں کا خیال رکھے — ایسا حاکم جو اپنی رعایا کی مصالح کا خیال نہیں کرتا میں سمجھتا ہوں وہ سب سے بڑا مجرم ہے — اسی طرح رعایا کی بھی فرض ہے کہ وہ حاکم کا وہ حکم جو اس نے خدا اور رسولؐ کے حکم کے مطابق جاری کیا ہو — اسے تسلیم کرے — اس کی اطاعت کرے — خدا کے حکم کے مقابلہ میں کسی کا حکم چلتا ہی نہیں، لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق — حدیث میں ہے کہ مخلوق کی اطاعت جائز نہیں اگر اس میں خالق کی نافرمانی ہوتی ہو — انما الطاعۃ فی المعروف — صحیح بخاری کی روایت ہے کہ طاعت کرنا نیکی میں ہے — فرض ہے — برائی میں کوئی اطاعت نہیں۔ اگر ایک شخص یہ سمجھے کہ حاکم کا جو حکم شریعت کے مطابق ہے اس میں اطاعت میرا فرض ہے اور اگر نہیں تو نہیں — جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا — ایک مرتبہ — اسمعوا و اطیعوا۔ خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میری بات سنو اور اطاعت کرو — تو ایک آدمی کھڑا ہوا — اس نے کہا — لا نسمع و لا نطیع — نہ ہم سنتے ہیں نہ اطاعت کرتے ہیں — کیوں — چنانچہ ان پر شرعی نقطۂ نظر سے اعتراض ہوا تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا — خیر انہوں نے جواب دیا اور اسے مطمئن کیا۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم میں بھی دیانتداری ہو اور حاکم میں بھی ہو اور ہمارے اخلاق درست ہوں، ہمارے عمل درست ہوں تو اسلامی نظام کو کوئی روک ہی نہیں سکتا — ۳۰، ۳۱ سال گذر چکے ہیں — میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسلامی نظام کو ہم نے خود روکا ہوا ہے — ہم خود اس کے مجرم ہیں — ہمیں کون روک سکتا ہے — حکومت ہماری — ہم ہی حکومت — اس سال سے آخر اسلام آتا کیوں نہیں، اس میں ہم مجرم ہیں — جب تک چھوٹا بڑا، جوان، بوڑھا، مرد، عورت اپنے آپ کو درست کرے

تیار نہ ہوئیں ـــ اسلامی اصولوں کے مطابق ـــ یہاں اسلامی نظام نافذ نہیں ہوگا ـــ اور پوری قوم مجرم ہوگی ـــ مَیں بہرحال ـــ بہت سے اور لوگ بھی آئیں گے ـــ زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا ـــ اس سعادت کو حاصل کرنے کے لیے ـــ کہ مَیں بھی اصلاح معاشرہ کی تحریک میں شامل ہو جاؤں ـــ ڈاکٹروں سے اجازت لی ـــ ہسپتال سے آیا ـــ تاکہ آغاز کے اجلاس میں شریک ہو کر اس میں حصّہ لے لوں۔

بہرحال قومی اتحاد نے آج سے پورے ملک میں یہ تحریک شروع کر دی ـــ لیکن اس کو عشرہ کی صورت میں نہ منائیں کہ دس دن کے بعد ختم ـــ اس کو ساری زندگی کا منشور بنائیں ـــ اور زندگی بھر جاری رکھیں ـــ مجھے امید ہے کہ آپ سب حضرات اس کا اعتراف و اقرار کریں گے کہ ہم آئندہ زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق بسر کریں گے ـــ اور جو خرابیاں ہیں ان کو دُور کریں گے ـــ آپ یہ عہد کر لیں ـــ درست ہے ـــ آپ عہد کرتے ہیں یا نہیں؟ ـــ (جواب کرتے ہیں) ـــ جو عہد کرتا ہے وہ ہاتھ اٹھائے (سب ہاتھ بلند ہوتے ہیں) ـــ نعرۂ تکبیر ـــ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

ہمارا مقصد

سعی و عمل ہے

نتیجہ

خدا کے ہاتھ میں ہے!

۲۵ر اپریل ۱۹۷۶ء کو حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے میانوالی میں درج ذیل خطاب فرمایا۔ عیت دافادیت کے پیشِ نظر ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

میری خوش قسمتی تھی کہ آج مَیں ایسے وقت میں یہاں پہونچا کہ آپ سب حضرات جمع ہیں۔ آپ سے اجتماعی ملاقات کا اللہ تعالیٰ نے موقع فراہم کیا ہے۔ فللّٰہ الحمد

میرے محترم ساتھیو!

اس پرفتن دور میں جب کہ چاروں طرف ریکی چھائی ہے، ظلمت پورے محیط پر مسلط ہے، بلکہ پوری دنیا پر مظالم بہت ہو رہے ہیں، ایک گھٹن سی محسوس ہو رہی ہے۔ کوئی شخص بھی اپنے ماحول اور گرد و پیش کے حالات سے مطمئن نہیں ہے۔ ایسے دور میں جب میں دیکھتا ہوں کہ چند لوگ ایسے ہیں جو بلا کسی دنیاوی غرض کے صرف اللہ کے دین کو سربلند کرنے کے لیے، اقامتِ دین کے لیے ان ظلمتوں میں روشنی کا چراغ جلانے کے لیے اکٹھا ہوئے ہیں۔ اور وہ آپ ہی کی جماعت ہے۔ اس ماحول میں آپ کو ظاہراً کوئی مفاد نہیں کسی قسم کے دنیاوی فایدے اس جماعت سے پورے نہیں ہوتے، بلکہ اس کے برعکس آپ کی مشکلات میں اضافہ ہو سکتا ہے، لیکن کمی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے باوجود آپ کا اس پر قائم رہنا بہت بڑا جہاد ہے، کیونکہ یہ بات آپ کے ذہنوں پر مسلط ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس نظامِ عدل کو اپنی مخلوق کے لیے پسند فرمایا ہے، خدا کرے وہی اس ملک میں نافذ ہو جائے۔ آپ کی یہ بے لوث خدمتیں اللہ تعالیٰ کے ہاں انشاء اللہ ضرور قبول ہوں گی۔ آپ نہ گھبرائیں اگرچہ حالات سازگار نہیں، کامیابی متوقع نہیں ہے جب کامیابی سامنے نہیں ہوتی، آدمی ہمت ہار جاتا ہے، لیکن ایسے موقع پر جب کامیابی کی امید کم ہو جیسیں انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات اور عمل سے

سبق ملتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے سینکڑوں برس خدا کے دین کی تبلیغ کی۔ اتنی تبلیغ کے باوجود کوئی بھی ان کی طرف نہیں آرہا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ سے شکایت کی کہ میں اس قوم کو شب و روز بلاتا رہا

اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلاً وَّنَهَارًا فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآئِیْٓ اِلَّا فِرَارًا۔

میرے بلانے سے وہ اور زیادہ بھاگ جاتے ہیں۔

وانی کلما دعوتہم لتغفرلہم جعلوا اصابعہم فی اذانہم

اور میں جب بھی ان کو آپ کا پیغام سناتا ہوں، کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں۔

اسی طرح: ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یأتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستہم البأساء والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین اٰمنوا معہ متی نصر اللہ

کیا تم خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ تم نے پہلے لوگوں کے حالات نہیں سنے کہ ان کو سخت مصائب اور مشکلات پیش آئیں۔ حتیٰ کہ رسول بھی اور مومنین بھی مشکلات کی سختی کو دیکھ کر کہنے لگے۔ اللہ کی مدد کب ہوگی؟

لیکن جب انسان اپنی پوری کوشش کر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اللہ! جو میری وقت تھی وہ میں نے استعمال کر دی، نتیجہ میرے بس کی بات نہیں ہے تو آواز آتی ہے:

اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللہِ قَرِیْبٌ

کہ میری مدد قریب ہے۔

تو جب رسولوں کی یہ حالت ہو جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی نصرت کی جاتی تھی۔ بہرحال انبیاء علیہم السلام کو بھی ایسے سخت پریشان کن حالات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ لیکن ان کا عمل یہ تھا کہ انہوں نے اپنی کوشش جاری رکھی، نتیجہ خدا کے سپرد کیا۔

نتائج و کامیابی کیا ہمارے ہاتھ میں ہے؟ جو چیز ہمارے اختیار میں ہے ہمیں اس کا فکر کرنا چاہیے۔ ہمارے اختیار میں کوشش و سعی ہے اگر یہاں دین کی حکومت ہو، نظام شریعت ہو، تمام فیصلے قرآن و سنت کے مطابق ہوں تو ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، جب ایسا نہ ہو تو پھر پریشان نہ ہونا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء

کہ جس کو آپ چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، صرف اللہ ہی ہدایت دے سکتا ہے۔

آپ کا کام محنت و کوشش ہے۔ اس کو آپ جاری رکھیں۔

صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ قیامت میں جب پیغمبر اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوں گے۔ ایسا پیغمبر بھی آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک آدمی بھی نہ ہوگا۔ ایک نبی آئے گا اس کے ساتھ ایک آدمی ہوگا، دوسرا نبی آئے گا اس کے ساتھ دو آدمی ہوں گے، تیسرا نبی آئے گا اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی جماعت ہوگی۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ ان پیغمبروں نے فریضۂ رسالت میں کوتاہیاں کی تھیں، ایسا ہرگز نہیں ہے۔ کوئی نبی فریضۂ تبلیغ میں کوتاہی نہیں کرتا۔ لہٰذا ان انبیاء علیہم السلام نے پوری تبلیغ کی لیکن دل تو ان کے ہاتھ میں نہیں تھے دل صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ تمام بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہیں۔ وہ جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے، دل کا تعلق اللہ کے ساتھ ہے۔ اس میں انسان کا اختیار نہیں ہے۔

جس چیز کا ہم سے تعلق ہے وہ صرف عمل و سعی ہے اور اسی کے ہم مکلف ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اختیار دیا ہے۔ نتیجہ کے ہم مکلف نہیں ہیں، اس لیے اس کا اختیار خدا نے ہمیں نہیں دیا۔ ہمارا مقصد موت تک سعی و عمل ہے۔ اگر ہم سعی و عمل کرتے رہے تو انشاء اللہ ہم کامیاب ہوں گے۔ غرض یہ کہ آپ لوگوں کی جماعت بڑی مبارک جماعت ہے جو نامساعد حالات میں بھی دین کا کام کر رہی ہے۔ میں تمہیں مبارک دیتا ہوں کہ دین کی سربلندی اور حق کی حمایت کے لیے خدا نے تم کو لگا دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی جماعت کے سوا خلوص کے ساتھ دین کی سربلندی کے لیے کوئی جماعت بھی کام نہیں کر رہی۔

ورنہ اور بہت سی جماعتیں ہیں، ہم بھی ان کی جماعت میں جا سکتے ہیں، بلکہ ہمارے جانے سے ان کے ہاں بڑی خوشیاں ہوں گی، ہم بھی دوسری جماعت میں اقتدار حاصل کر سکتے ہیں، لیکن اقتدار ہمارا مقصد نہیں ہے۔ آپ سب سے پہلے جماعت کے اصول و ضوابط سے محبت رکھیں، اس کو پسندیدہ نظروں سے دیکھیں، ہماری جماعت سے کسی جماعت کے مقاصد اچھے نہیں ہیں اور اسی کے لیے کام کرو۔ اس سے بہتر اور اچھا وعظ کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حق کی سربلندی کے لیے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

رپورٹنگ: مولانا محمد یوسف

خط و کتابت کرتے وقت
خریداری نمبر
کا حوالہ ضرور دیں۔
(سید مظہر علی)

محمد اشرف

بیت المقدس

تاریخ کے جھروکوں سے

بیت المقدس (یروشلم) بے پناہ خصوصیات کا نام ہے۔ جہاں شہر زینت و آراستگی و کمال حسن و خوبی کے باعث عروس البلاد کہلاتا ہے تو وہاں قبلۂ اول و متبرک انبیاء کا مسکن و مدفن ہونے کی وجہ سے بیت المقدس کا لقب پاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ زیارت بڑا ایک تاریخی شہر ہے۔!

اقوام عالم میں اس کی حیثیت مرکزی حیثیت رہی ہے۔ بہت سی قوموں کا عروج جب بام ثریا تک پہونچ جاتا تو اس کی آنکھیں دیکھ رہی ہوتی تھیں اور پھر ان قوموں کا اپنے تیغر کرنا یہ ہونا اپنے گوشہ چشم میں محفوظ کر رہا ہوتا تھا۔ جب بھی کوئی قوم یا بادشاہ انقلاب کے رستے بیت المقدس تک پہونچی تو کائنات کے فطری اصول کے مطابق اس شہر کو تہس نہس کر دیا جاتا۔ جتنے انقلابات و حوادثات اس شہر نے دیکھے ہیں، شاید ہی کسی اور نے دیکھے ہوں۔ لیکن پھر ان ہی سنگ ریزوں پر اس کی تعمیر ہوتی اور وہ پہلے سے زیادہ دلکش ہو کر اس کا حسن نکھرتا رہا اور پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت شہر بن کر ابھرتا رہا۔

اس کا پرانا نام یروشلم ہے جو کہ عبرانی کا لفظ ہے۔ عربوں نے اس شہر کا نام بیت المقدس رکھا گو نام رکھنے میں زبانوں کا تفاوت ہے، لیکن معنوی لحاظ سے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ عبرانی میں یروشلم کا معنی پاک گھر کے ہیں۔ یری (پاک) شلم (گھر)، اور عربی میں بیت المقدس کے معنی بھی پاک گھر کے ہیں۔

عام طور پر مشہور یہ ہے کہ بیت المقدس (یروشلم) اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں ہوئی۔ اور وہ خود بانی ہیں۔ لیکن یہ صحیح نہیں اس لئے کہ حدیث شریف میں آتا ہے، ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسولَ اللہ! دنیا میں سب سے پہلی مسجد کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا:

"مسجد حرام"

حضرت ابوذرؓ نے پھر سوال کیا تو اس کے بعد کونسی مسجد عالمِ وجود میں آئی؟ تو آپ نے فرمایا کہ:

"مسجد اقصیٰ"

ان دونوں کے درمیان کس قدر مدت ہے؟ حضرت ابوذرؓ نے تیسری بار سوال کیا۔ آپؐ نے فرمایا:

"ان دونوں کے درمیان چالیس سال کی مدت ہے" (بخاری جلد اول صفحہ ۴۷۷، مسلم جلد اول صفحہ ۱۹۹)

حالانکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بانی مسجدِ حرام کے درمیان ایک ہزار سال سے بھی زیادہ مدت کا فاصلہ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بانیٔ مسجد اقصیٰ و بیت المقدس نہیں، بلکہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسجدِ حرام کی بنیاد رکھی اور وہ مکہ کی آبادی کا باعث ہوئی اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کی بنیاد رکھی جو بیت المقدس کی آبادی کا سبب ہوئی۔ پھر ایک عرصہ بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے بیت المقدس و مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی تجدید کی گئی۔ چنانچہ مسجد اور شہر بیت المقدس کو بیش قیمت پتھروں سے بعید سے بعید اطراف سے منگوا کر بنوایا گیا اور خدمت حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں سے لی۔ (ابوالفدا، حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج ۱ صفحہ ۱۴۲ و تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۱۸۵)

آج سے تین ہزار سال قبل یعنی ۱۰۰۰ قبلِ مسیح علیہ السلام فلسطین پر یہودیوں کا قبضہ تھا اور چونکہ بیت المقدس بھی فلسطین ہی کا ایک شہر تھا اور اس لیے یہ شہر بھی یہودیوں کے زیر تسلّط تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے تھوڑے دنوں بعد جب حاکمِ بیت المقدس نے بے دینی اختیار کی تو اس پر شاہِ مصر نے چڑھائی کی اور بہت سارا سامان سونا چاندی وغیرہ لوٹ کر لے گیا، مگر شہر اور مسجد کو منہدم نہیں کیا۔

پھر تخمیناً چار سو سال بعد یہودیوں کے باہمی انتشار کی بنا پر ایک اور بادشاہِ مصر نے چڑھائی کی۔ جس کی وجہ سے کسی قدر شہر کو نقصان پہونچا۔ پھر چند سال بعد بخت نصر شاہِ بابل نے اپنی فوجوں کی مدد سے شہر پر چڑھائی کر کے شہر کو فتح کر لیا اور بہت سارے یہودیوں کو پکڑ کر قیدی بنا لیا۔ اور ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے چلا گیا۔ جب اس نے حرکاتِ بد کیں اور حضرت رمیا علیہ السلام جو کہ نبی تھے کی نصیحت نہ سنی اور بخت نصر سے بغاوت کی تو بخت نصر نے پھر چڑھائی کر دی اور اس قدر کشت و خون اور قتل و غارت کیا کہ جس کی حد نہیں! اور شہر و مسجد میں آگ لگا دی اور بالکل میدان کر دیا۔ یہ حادثہ عظیمہ تقریباً تعمیر مسجد سے چار سو پندرہ سال بعد ہوا۔ اس کے بعد یہودی جلا وطن ہو کر ستر سال تک بابل میں نہایت ذلت و خواری سے بھٹکتے رہے۔

پھر ایران کے بادشاہ (جسے بائبل خورس کے نام سے یاد کرتی ہے) نے بابل کو فتح کیا۔ اور اس طرح

بابلیوں کا اقتدار ختم ہوگیا۔ ایران کے یہودیوں کو ایک سو برس تک غلام بنائے رکھنے کے بعد شاہ ایران نے یہودیوں پر رحم کرتے ہوئے ان کو اپنے وطن میں بسایا اور سارا سامان بھی واپس کر دیا۔ چنانچہ یہود نے شہنشاہ ایران کی مدد سے شہر کو نمونۂ سابقہ پر تیار کیا اور ہیکل سلیمانی کو از سرِ نو تعمیر کیا۔ معماروں میں جذبے کے فقدان کی بنا پر یہ کام بیس سال تک جاری رہا۔ اس کے بعد ایک طویل عرصہ تک امن و امان رہا۔ نتیجتاً یہودی پھر عیش و عشرت میں بدمست ہوگئے۔

چنانچہ پھر سکندرِ اعظم ۳۳۲ء ق م میں دارائے ایران کو شکست دی تو فلسطین پر بھی قبضہ کر لیا اور اس طرح بیت المقدس کا انتظام و انصرام یونانیوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد یونانیوں کے ظلم و ستم کی بنا پر ایک تحریک نے جنم لیا اس تحریک کی مدد سے یہودیوں نے بیت المقدس اور دیگر فلسطینی علاقے آزاد کرا لیے اور اس طرح تیسری دفعہ اس علاقے پر یہودی سلطنت قائم ہوگئی۔ مگر یہودی اپنی فطرت کے مطابق زیادہ دیر تک متحد نہ رہ سکے، بدکاری و بداعمالی میں منہمک ہوگئے۔

(تاریخ بیت المقدس ص۲۴)

تو ۲۳۳ء ق م میں جس بادشاہ نے انطاکیہ کو آباد کیا تھا اس نے چڑھائی کر دی اور چالیس ہزار یہودیوں کو قتل کیا اور چالیس ہزار کو قیدی بنا کر لے گیا۔

(اردو انسائیکلوپیڈیا)

اس کے کچھ عرصہ بعد سلاطینِ روم کی بیت المقدس حکومت ہوگئی۔ اس واقعہ کے آٹھ سال بعد حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، لیکن رومیوں نے جلد ہی اس کا انتظام و انصرام یہودیوں کے حوالے کر دیا اور خود اس کی نگرانی کرتے رہے۔ ہوا کیا کہ یہودی گورنر نے رومیوں کی نرمی سے فائدہ اٹھا کر آزاد اسرائیلی سلطنت کے قیام کا اعلان کر دیا۔ تاہم رومیوں نے جلد ہی حالات پر قابو پا لیا اور باغی گورنر کو معزول کر کے بیت المقدس اور دیگر فلسطینی علاقوں پر قبضہ کر لیا ادھر یہودیوں نے رومیوں کے خلاف سازشیں جاری رکھیں اور پھر سلاطینِ روم کے خلاف بغاوت کر دی۔ آخر رومیوں نے اس وقت کے بادشاہ طیطس کی قیادت میں یہودیوں کا قتل عام کیا۔ اور شہر و مسجد کی ناگفتہ بہ حالت کر دی اس قتل عام میں ڈیڑھ لاکھ سے زاید یہودی قتل ہوئے اور لاکھ سے زاید کو غلام بنا کر رومی نوآبادیوں میں لے گئے۔ یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے چالیس سال بعد ہوا۔ (بیان القرآن از مولانا تھانویؒ)

۱۳۵ء میں روم کے بادشاہ نے یہودیوں کو بیت المقدس سے نکال دیا اور ان کے داخلہ پر پابندی لگا دی۔ یہودی بیت المقدس سے نکالے جانے کے بعد شام، مصر اور عراق میں جا بسے اور کچھ یورپ میں جا بسے۔ یہودیوں کو نکالنے کے بعد رومیوں نے اس شہر کا نام ایلیا رکھا اور اس طرح سلطنت روما کا اقتدار ۶۱۴ء بعد از مسیح تک قائم رہا۔ اس کے بعد ایران و روم کی کش مکش کی بنا پر جو تقریباً ایک صدی تک جاری تھی خسرو ثانی شاہ ایران نے حملہ کر کے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا جو چودہ برس تک رہا۔ اس کے بعد شاہ ہرقل نے عیسائیوں سے بدلہ لینے کی خاطر حملہ کیا اور شاہ ایران کی فوجوں کو شکست دی۔ اس طرح پھر رومیوں کی حکومت قائم ہوگئی۔ اس کے آٹھ سال بعد ۶۳۷ء مطابق ۱۵ھ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سنہری دورِ خلافت میں پورے شام پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ صرف شہر بیت المقدس باقی تھا جو ابھی فتح نہیں ہوا تھا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ ایک عرصہ تک اس شہر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے لیکن عیسائی اس شہر کو مسلمانوں کے حوالے کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ اتنے میں ۱۶ھ میں حضرت ابو عبیدہؓ بھی شام کی باقی مہموں سے فارغ ہو کر وہاں پہونچ گئے۔ اور محاصرہ اور زیادہ سخت ہوگیا۔ بالآخر اہل شہر نے تنگ آکر صلح کی درخواست کی اور یہ شرط لگائی کہ حضرۃ عمرؓ آکر خود معاہدہ لکھیں۔ چنانچہ حضرت عمر بیت المقدس گئے اور معاہدہ۔ جس کی رو سے عیسائیوں کو جان و مال اور مذہب کی آزادی مل گئی اور بیت المقدس مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔

(اردو انسائیکلوپیڈیا ص ۱۱۲۸)

حضرت عمرؓ نے اپنی نگرانی میں بابلیوں اور رومیوں کے ہاتھوں تباہ شدہ ہیکل سلیمانی کی جگہ مسجد تعمیر کرائی۔ بیت المقدس پر مسلمانوں کے قبضہ کے بعد یہودی شام، عراق و فلسطین چھوڑ سپین چلے گئے۔ لیکن جب وہاں بھی مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی۔ موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد نے ہسپانیہ کو فتح کر لیا تو یہودی یہاں سے بھاگ کر یورپ چلے گئے۔

۱۰۵۶ء میں بیت المقدس پر سلجوقی ترکوں کی حکومت قائم ہوئی، مگر ۱۰۹۸ء بمطابق ۴۹۰ھ میں جب سلجوقی ترکوں کی باہمی چپقلش اور داخلی افتراق و انتشار کے باعث شام کی حکومت استحکام سے محروم تھی تو پاپایان یورپ نے متحد ہو کر بیت المقدس کو مسلمانوں سے چھیننے کے لیے حملہ کر دیا۔ ان صلیبی حملہ آوروں نے خونریز جنگ کے ذریعہ انطاکیہ اور حمص پر قبضہ کر لیا۔ پھر عکہ کا محاصرہ کر لیا۔ شام کے تمام مسلمانوں کی توجہ اس طرف تھی کہ مصر کے اسماعیلی خلیفہ مستعلی باللہ کے وزیر الافضل بن بدر نے مصری فوج کر کے بیت المقدس پر حملہ کر دیا۔ شیعوں کا یہ حملہ عیسائیوں کے لیے بے حد مفید ثابت ہوا۔ شام کی اسلامی فوج بیک وقت ان دونوں زبردست دشمنوں کا مقابلہ نہ کر سکی۔ بیت المقدس والے شیعوں سے مقابلے میں مصروف ہوگئے اور عکہ پر عیسائی حملے کو روک تھام میں کوئی مدد نہ پہونچا سکے اور ادھر جو لوگ عیسائیوں کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے تھے وہ بیت المقدس والوں کو کمک نہ بھیج سکے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بیت المقدس پر مصری گورنر کا قبضہ ہوگیا جو چند روزہ ثابت ہوا۔

انگریزوں نے ۲۳ شعبان ۴۹۲ھ کو چالیس روز کے محاصرہ کے بعد بیت المقدس کو بھی فتح کر لیا مسجد اقصےٰ اور صخرۂ سلیمانی میں ستر ہزار مسلمان شہید کیے گئے۔ مسجد اقصیٰ کا تمام قیمتی سامان سونے اور چاندی کی قندیلیں سب لوٹ لیں اور اس طرح مسلمانوں کے ہاتھوں پہلی دفعہ قبلۂ اول کا سقوط ہوا۔ چنانچہ بیت المقدس پر لاطینی کنٹرول قائم ہوا اور ان لوگوں نے بیت المقدس کا نام یلائیون رکھا جس کے

معنی "دربارِ شاہی" کے ہیں۔

(تاریخ بیت المقدس ص۶۲)

۴ راکتوبر ۱۱۸۷ء کو سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے طویل محاصرہ کے بعد بادشاہانِ یورپ کو شکست دی اور فلسطین کو فتح کر لیا۔ اس طرح نوے برس کے بعد مسلمانوں کا قبلۂ اول پھر ان کے قبضہ میں آگیا چنانچہ عربوں نے اس کا نام بیت المقدس برقرار رکھا۔ ۱۵۱۷ء میں ترکوں نے دوبارہ فلسطین پر قبضہ کر لیا، اور چارسو سال تک ان کی حکومت رہی۔

انسائیکلو پیڈیا ص۱۰۰

۱۹۱۶ء میں حکومت برطانیہ نے عربوں سے کہا کہ اگر وہ اپنے علاقے آزاد کرانے کے لیے ترکوں سے برسرپیکار رہوں تو وہ ان کی مدد کریں گے۔ چنانچہ عربوں نے ترکوں کے خلاف بغاوت کر دی اس طرح دونوں قومیں جب آپس میں جنگ کے باعث کمزور ہوگئیں تو برطانیہ نے اپنے ایک جنرل کے زیر کمان فوجی دستے عربوں کی مدد کے بہانے بیت المقدس بھیجے جنہوں نے بعد میں فلسطین پر قبضہ کر لیا اور اسی سال ۲۲ نومبر کو ایک اعلان کے ذریعے اپنے خبث باطن کا اظہار کیا کہ برطانوی حکومت فلسطین کو یہودیوں کا وطن بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ چنانچہ برطانیہ نے پورے یورپ میں رہائش پذیر یہودیوں کو اکٹھا کر کے فلسطین میں بسانا شروع کر دیا۔ اور ۱۹۲۲ء میں اقوام متحدہ کے فیصلے کے مطابق فلسطین کو عملی طور پر حکومت ترکیہ نے برطانیہ کے حوالے کر دیا۔ اس طرح بیت المقدس پر برطانیہ کا مکمل کنٹرول ہوگیا۔ اس کے بعد دنیا بھر کے یہودی فلسطین میں آکر آباد ہوگئے ۔ ۱۹۴۸ء میں حکومت برطانیہ نے فلسطین کو آزاد کرنے کا اعلان کر دیا اور سب سے پہلا ملک جو اسرائیل کی حکومت کو تسلیم کرنے والا تھا وہ امریکہ تھا۔ اس طرح پھر ایک بار بیت المقدس یہود بے بہبود کے قبضہ میں چلا گیا اور دوسری طرف لٹے پٹے فلسطینی مہاجرین نے چھاپہ مار جنگ شروع کر دی، لیکن سامراجی ممالک کی مداخلت کی وجہ سے اور اسرائیل حکومت کی سرپرستی کی بنا پر عربوں کو کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

۱۹۴۹ء میں عربوں کے مغربی ممالک سے مذاکرات ہوئے جس کے نتیجے میں اُردن کو فلسطین کا پانچواں حصہ اور مصر کو غزہ کا کچھ علاقہ دے کر فلسطین کے باقی سارے علاقے یہودیوں کے حوالے کر دیئے۔ اسی فیصلہ میں اردن کو جو علاقہ ملا اس میں بیت المقدس کا آدھا شہر بھی شامل تھا، اور یہ علاقہ اردنی یروشلم کہلاتا ہے۔ اس طرح تاریخ میں پہلی بار شہر دو حصوں میں تقسیم ہوا۔

۱۹۶۷ء میں سامراجی ممالک کی انگیخت پر اسرائیل نے بڑے مکارانہ و بزدلانہ انداز میں اعلانِ جنگ کیے بغیر عربوں پر حملہ کر دیا۔ عربوں کی یہ جنگ حقیقتاً اسرائیل سے نہیں تھی، بلکہ اس کے حلیف امریکہ اور دیگر یورپی ممالک سے تھی۔ اس جنگ کے باعث جہاں اور علاقے اسرائیل کے قبضہ میں چلے گئے وہاں بیت المقدس کا وہ حصہ بھی جو اردن کے قبضہ میں تھا اسرائیل کے پاس چلا گیا اور اس طرح باقی ماندہ بیت المقدس کا حصہ اور مسجد اقصیٰ پھر یہود کے قبضہ میں چلا گیا اور آج بھی بیت المقدس پر یہودیوں کے ناپاک قدم جمے ہوئے ہیں۔ گو ۱۹۷۳ء کی عرب اسرائیل جنگ میں عربوں نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ عرب میدان کے دھنی ہیں اور ان کی شجاعت و بہادری سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ باور کرا دیا کہ جرارت و بیباکی اور جنگ جوئی پر یہودیوں کی اجارہ داری نہیں، بلکہ یہ تو وراثت عربوں کی ہے۔ گو اس جنگ میں مجموعی طور پر فتح و کامرانی نے عربوں کے قدم چومے، لیکن امریکہ کی براہِ راست مداخلت کی وجہ سے کوئی خاطر خواہ نتائج برآمد نہ ہو سکے اور عرب علاقے چند ایک مربع میل کے علاوہ جوں کے توں اسرائیل کے قبضہ میں ہیں۔ آج بھی بیت المقدس پر یہودیوں کا ناپاک سایہ پڑ رہا ہے ——

اقصیٰ جل رہی ہے۔ فلسطین کی سُہاگنیں صحرائے سینا میں اپنے سہاگ کو تلاش کر رہی ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ کوئی سلطان صلاح الدین ایوبی جیسا آئے اور ہمارے مادرِ وطن کو یہود بے بہبود کے ہاتھوں آزاد کرائے اور ہم سُکھ اور چین کا سانس لے سکیں۔ قابلِ قدر اور لائق تحسین ہیں وہ فلسطینی مجاہدین جو اپنے مادرِ وطن کو آزاد کرانے کے لیے کوشش و سعی کر رہے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ایک دن ان کی کوششوں کو کامیاب فرمائیں گے اور مسلمانوں کا قبلۂ اوّل پھر سے مسلمانوں کے قبضے میں آئے گا۔

انشاء اللہ تعالیٰ

ایک عظیم تعلیمی و تربیتی سعادت

داخلہ

جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں

● دینی مدارس کے فارغ التحصیل حضرات کیلئے

کلیۃ الدعوہ و اصول الدین کے آخری امتحان میں کامیابی کے بعد مدینہ یونیورسٹی اور حرمین و سعودیہ کے دوسرے جامعات میں داخلہ کا امکان

● میٹرک و مڈل پاس طلبہ کیلئے ابتدائی ۶ برس (متوسطہ اور ثانویہ) کی تکمیل ۳ تا ۴ برس میں — اور کلیۃ الدعوہ و اصول الدین کی تکمیل کے ساتھ ساتھ ایف اے کے امتحان کا اہتمام

● پرائمری پاس طلبہ کیلئے دس برس میں، مذکورہ تینوں سعادتیں ۱۱- تکمیل تعلیم دین ۱۲- مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ — اور ۱۳- میٹرک تک کے امتحان کا امکان

اور یہ سب کچھ

ہر قسم کے فرقہ وارانہ اور جماعتی چپقلشوں اور تعصبات سے کاملاً مجتنب رہ کر وحدتِ امت کے تصور اور ائمہ حدیث و فقہ کے اسلوب کے مطابق تعلیم و تربیت کے ماحول میں —— خود تشریف لائیے یا فوراً درخواست بھیجئے۔ داخلہ کیلئے سرپرست کا ہمراہ آنا ضروری ہے۔

تعلیم ۱۰ ر شوال المکرم سے شروع

ادارہ تعلیمات اسلامیہ سرگودھا روڈ فیصل آباد

بادشاہ کی صحبت

حضرت نبیط بن شریطؓ سے ایک دن ان کے بیٹے نے کہا کہ "اگر آپ بادشاہِ وقت کے پاس جاتے تو آپ کو بھی فائدہ پہنچتا اور آپ کی بدولت آپ کی قوم بھی فائدہ اٹھاتی۔ فرمایا لیکن مجھے خوف ہے کہ کہیں ان کی صحبت مجھے دوزخ میں نہ دھکیل دے۔ (الطبقات ابن سعد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے تھے

یہ مضمون مائیکل ہارٹ (پیدائش ۱۹۳۲ء) کی کتاب "ایک سو" کا اقتباس ہے مصنف ایک امریکی عالم فلکیات ہیں اور اسی کے ساتھ مورخ بھی۔ انہوں نے اور ان کی بیوی نے مل کر دنیا کی مشہور شخصیتوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اس مطالعہ کا حاصل انہوں نے ۵۷۲ صفحات کی ایک انگریزی کتاب کی صورت میں پیش کیا ہے۔ اس کتاب میں ایک سو ایسے آدمیوں کے حالات درج ہیں جنہوں نے مصنفوں کے نزدیک تاریخ پر نمایاں ترین اثرات ڈالے ہیں۔ کتاب میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو سرفہرست رکھا گیا ہے کیونکہ مصنف کے مطالعہ کے مطابق وہ تاریخ کے سب سے بڑے انسان ہیں۔ انسانی تاریخ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اثرات ڈالے وہ کسی دوسرے واحد شخص نے نہیں ڈالے۔ اس کتاب میں نمبر ۳ پر حضرت مسیحؑ، نمبر ۱۶ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور نمبر ۵۱ پر حضرت عمرؓ بن الخطاب کو رکھا گیا ہے۔ یہاں کتاب کے اس حصہ کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر معمولی خراج تحسین پیش کیا گیا ہے تاہم طریق مطالعہ کے اعتبار سے اس میں وہ خامیاں موجود ہیں جو غیر مسلم سیرت نگاروں کے یہاں اکثر پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ آپ نے ابتداءً یہودیوں اور عیسائیوں سے توحید کا تصور لیا، یا یہ کہ آپؐ قرآن کے مصنف تھے۔ یہ باتیں نہ صرف ہمارے عقائد کے خلاف ہیں بلکہ خالص علمی پہلو سے بھی بالکل بے بنیاد ہیں اور ان کے رد میں اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔

"میرا یہ انتخاب کہ محمدؐ دنیا کی تمام انتہائی با اثر شخصیتوں میں سرفہرست ہیں کچھ قارئین کو اچنبھے میں ڈال سکتا ہے کچھ اور لوگ اس پر معترض ہو سکتے ہیں، مگر محمدؐ تاریخ کے واحد شخص تھے جنہوں نے اعلیٰ ترین کامیابی حاصل کی مذہبی سطح پر بھی اور دنیاوی سطح پر بھی۔ محمدؐ نے معمولی حیثیت سے آغاز کر کے ایک عظیم ترین مذہب کی بنیاد رکھی اور اس کو پھیلایا۔ وہ انتہائی مؤثر لیڈر بن گئے۔ ان کی وفات کے تیرہ صدیوں بعد آج بھی ان کے اثرات غالب اور طاقتور ہیں۔

اس کتاب میں جن اہم اور تاریخی شخصیتوں کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی اکثریت تہذیب کے مرکزوں میں پیدا ہوئی اور وہاں پلی بڑھی وہ ایسی قوموں کے فرد تھے جن میں اعلیٰ تمدن تھا یا ان کو سیاسی مرکزیت حاصل تھی مگر محمدؐ ۵۷۰ء میں مکہ کے شہر میں پیدا ہوئے جو جنوبی عرب میں واقع تھا اور اسوقت دنیا کا ایک پسماندہ علاقہ سمجھا جاتا تھا۔ تجارت، آرٹ اور علم میں اس کو کوئی مرکزیت حاصل نہ تھی۔ چھ سال کی عمر میں یتیم ہو کر ان کی پرورش ایک معمولی ماحول میں ہوئی۔ اسلامی روایات مزید بتاتی ہیں کہ وہ بے پڑھے لکھے تھے۔ ان کی اقتصادی حالت ۲۵ سال کی عمر میں صرف اسوقت بہتر ہوئی جب کہ انہوں نے ایک دولتمند بیوہ سے شادی کی جن کی عمر ۴۰ سال تھی تاہم ۴۰ سال کی عمر تک ان میں بظاہر کوئی ایسی علامت نہ تھی کہ وہ کوئی ممتاز شخصیت کے انسان بننے والے ہیں۔

جب ان کی عمر ۴۰ سال کی ہوئی تو محمدؐ کو یقین ہو گیا کہ ایک سچا خدا (اللہ) ان سے کلام کر رہا ہے اور اس نے سچے مذہب کی تبلیغ کے لئے ان کا انتخاب کر لیا ہے۔

تین سال تک محمدؐ صرف اپنے قریبی دوستوں اور متعلقین پر تبلیغ کرتے رہے۔ پھر تقریباً ۶۱۰ء میں انہوں نے عوام میں تبلیغ شروع کر دی۔ دھیرے دھیرے لوگوں نے ان کے مذہب کو قبول کرنا شروع کیا تو مکے کے سردار ان کو اپنے لئے ایک خطرناک مصیبت سمجھنے لگے۔ آخر انہوں نے محمدؐ کو قتل کرنے کی ٹھانی۔ ۶۲۲ء میں جب محمدؐ کو اپنی حفاظت کا خطرہ محسوس ہونے لگا تو وہ مدینہ چلے گئے جو مکہ کے شمال میں تقریباً ۲۰۰ میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ یہاں ان کو قابل لحاظ سیاسی طاقت کی اہمیت حاصل ہو گئی۔

یہ ہجرت پیغمبرؐ کی زندگی میں ایک نقطۂ انقلاب تھا۔ مکہ میں ان کے ساتھیوں کی تعداد صرف چند تھی۔ مدینہ میں ان کے ساتھیوں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ انہوں نے جلد اتنا اثر کر لیا کہ عملاً مدینہ کے مطلق حکمران بن گئے۔ اگلے چند سال میں محمدؐ کے ساتھیوں کی تعداد تیزی سے بڑھی اور مدینہ اور مکہ کے درمیان جنگوں کا سلسلہ بھی

شروع ہو گیا۔ یہ جنگ ۶۳۰ء میں ختم ہوئی جب کہ محمدؐ دوبارہ فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے۔ ان کی زندگی کے بقیہ ڈھائی سالوں میں عرب قبیلے بہت تیزی سے ان کے مذہب دین توحید میں داخل ہو گئے۔ ۶۳۲ء میں جب محمدؐ کا انتقال ہوا تو وہ تمام جنوبی عرب کے حکمران بن چکے تھے آپؐ نے عرب کے جنگجو بدو قبائل کو منظم کیا ایک خدا پر یقین محکم سے مسلح ہو کر یہ چھوٹی عرب فوجیں انسانی تاریخ کی سب سے حیرت ناک فتوحات کے لئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ عرب کے شمال مشرق میں ساسانیوں کی عظیم نو پارسی شہنشاہیت تھی جس کا مرکز قسطنطنیہ تھا۔ عددی اعتبار سے عرب اپنے حریفوں کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہ رکھتے تھے تاہم جنگ کے میدان میں پر جوش عربوں نے بہت تیزی سے تمام عراق، شام اور فلسطین کو فتح کر لیا۔ ۶۴۲ء میں مصر کو بازنطینی سلطنت سے توڑ لیا گیا۔

ایرانی فوجیں ۶۳۷ء میں قادسیہ اور ۶۴۲ء میں نہاوند کی جنگوں میں پسپا کر دی گئیں۔

مگر یہ عظیم فتوحات جو کہ محمدؐ کے قریبی ساتھیوں اور ابتدائی خلفاء ابوبکرؓ اور عمر بن الخطابؓ کی رہنمائی میں انجام پائیں عرب میں پیشقدمیوں کی انتہا نہ تھی

۷۱۱ء تک عرب فوجوں نے شمالی افریقہ سے لے کر بحر اٹلانٹک تک مکمل طور پر فتح کر لیا تھا۔ یہاں سے وہ شمال کی طرف بڑھے اور آبنائے جبرالٹر کو پار کرتے ہوئے اسپین کی گاتھ سلطنت کو مغلوب کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

تھوڑی دیر کے لئے محسوس ہونے لگا کہ مسلمان تمام مسیحی یورپ پر قابض ہو جائیں گے۔ مگر تورس کی مشہور جنگ میں ایک مسلمان فوج جو کہ فرانس کے مرکز تک پہنچ چکی تھی؛ بالاخر فرانسیسیوں کے ہاتھوں شکست کھا گئی تاہم ان بدو قبائل نے جو پیغمبرؐ کی تعلیمات سے متاثر تھے ایک صدی کی قلیل مدت میں ایک ایسی سلطنت قائم کر لی جو ہندوستان کی سرحد سے لے کر بحر اٹلانٹک کے ساحل تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہ اتنی بڑی سلطنت تھی جیسی سلطنت اس سے پہلے تاریخ نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ تمام ممالک جو عربوں نے فتح کئے ہر جگہ بہت بڑے پیمانہ پر لوگوں نے نئے مذہب کو قبول کر لیا۔ یہ تمام فتوحات مستقل ثابت نہ ہو سکیں۔ ایرانی اگرچہ پیغمبرؐ کے مذہب پر قائم رہے تاہم انہوں نے عربوں کے اقتدار سے آزادی حاصل کر لی۔ اسپین میں سات سو سال کی جنگوں کے بعد آخر کار عیسائیوں نے پورے جزیرہ نما کو دوبارہ فتح کر لیا تاہم عراق اور مصر جو کہ قدیم تہذیب کے گہوارے رہے ہیں بدستور عرب باقی رہے۔ اور اسی طرح شمالی افریقہ کا پورا ساحلی علاقہ بھی۔ نیا مذہب بلاشبہ درمیانی صدیوں میں مسلمانوں کی ابتدائی مقبوضہ سرحدوں سے بہت آگے پھیلتا رہا، مگر آج بھی اس کے ماننے والوں کی تعداد دنیا بھر میں سینکڑوں میں

پنجاب کی تاریخی اور عظیم دینی درسگاہ

دار العلوم ربانیہ بستی ریاض المسلمین اڈہ پھلور ضلع فیصل آباد

قیام اپریل ۱۹۴۰ء، ملحق تنظیم وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدرسہ عرصہ چالیس سال سے عقیدہ اہلسنت والجماعت کے مطابق تدریسی۔ تبلیغی۔ اصلاحی۔ تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ سینکڑوں طلبہ علوم نبویہ سے فیضیاب ہو کر ملک اور بیرون ملک دین حقہ کی تبلیغ میں معروف ہیں۔ مدرسہ میں حفظ ناظرہ۔ علم تفسیر۔ علم کلام۔ فلسفہ۔ منطق۔ فقہ۔ اصول فقہ۔ صرف و نحو۔ اصول حدیث اور دورہ حدیث تک کے شعبہ جات قائم ہیں۔ مدرسہ میں ملک کے تمام حصوں کے طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ اسوقت تقریباً ڈیڑھ صد طلبہ بیرونی مقیم ہیں جن کی رہائش و خوراک و دیگر ضروریات کا مدرسہ ہی کفیل ہے۔ گیارہ محنتی قابل مستند اساتذہ کرام پوری توجہ سے طلبہ کو تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت اخلاق و عادات کردار کی طرف بھی خصوصی خیال رکھتے ہیں۔ شعبہ دورہ حدیث میں شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد فاضل دار العلوم صدر مدرس اپنے مخصوص انداز میں پڑھاتے ہیں۔ شعبہ دورہ حدیث عبدالرحمن، مولانا سراج احمد صاحب بھی شعبہ دورہ حدیث کے اساتذہ ہیں۔ مدرسہ کا اہتمام حاجی عبدالواحد صاحب، حضرت مولانا عبدالغنی صاحب۔ مولانا عبدالرشید صاحب کے سپرد ہے جو پوری محنت کوشش اور لگن کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

داخلہ جدید: مدرسہ کا داخلہ جدید یکم شوال سے آخر شوال تک جاری رہے گا۔ وقت پر رجوع کریں۔

اپیل: مخیر حضرات مدرسہ کی امانت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

شعبہ نشر و اشاعت، دار العلوم ربانیہ بستی ریاض المسلمین چک ۲۵۶ پھلور تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع فیصل آباد

حضرت حسن بصریؒ کے ملفوظات

عقلمند آدمی

حضرت حسن بصریؒ کی موجودگی میں ایک شخص نے دوسرے کو گالی دی۔ جسے گالی دی گئی وہ چہرے سے پسینہ پونچھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور یہ کہہ کر وہاں سے ہٹ گیا۔ (جو شخص صبر سے کام لے اور درگزر کر جائے تو یہ بڑی اولوالعزمی کا کام ہے) آپ نے فرمایا سبحان اللہ! یہ شخص کیا ہی عقلمند ہے اور افسوس ہے ان جاہلوں پر کہ یہ عقل سے کورے ہیں۔ فرمایا ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاریؓ کو ایک شخص نے گالی دی۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا۔ میرے اور جنت کے درمیان ایک گھاٹی ہے۔ اگر میں وہ گھاٹی پار کر گیا تو جو برا بھلا تم کہتے ہو میں اس سے اچھا ہوں اور اگر گھاٹی پار نہ کر سکا اور خدانخواستہ جہنم رسید کر دیا گیا تو اس سے بھی زیادہ برا ہوں جو تم میرے بارے میں کہتے ہو۔ پس اے شخص تو گالی سے باز آ۔ مجھے بھی اس خدا کے حضور پہنچنا ہے جو ہر نیک و بد سے آگاہ ہے اور ہر ایک کے دل و نظر کی خبر رکھتا ہے۔

عقلمند و بیوقوف کی پہچان

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا عقلمند آدمی کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے۔ جب وہ کچھ بولنا چاہتا ہے تو اس کا پہلا سابقہ دل سے ہوتا ہے۔ وہ پہلے سوچتا ہے پھر بولتا ہے اور نادان و کم ظرف کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔ وہ پہلے زبان پر آئی بک جاتا ہے اور سوچتا بعد میں ہے۔

عجیب شخص

حضرت حسن بصریؒ نے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ وہ کنکروں سے کھیل رہا ہے اور کہہ رہا ہے یا اللہ حور عین سے میری شادی کر دے۔ فرمایا بوڑھے میاں! تم بھی عجیب ہو خواہش ہے حور عین کی اور کام ہے دیوانوں کا سے

غافل! ان مہ طلعتوں کے واسطے
چاہنے والا بھی اچھا چاہیئے

معاملہ بڑا ہولناک ہے

آپ ایک نوجوان کے پاس سے گذرے جو بہت ہنس رہا تھا۔ فرمایا بیٹے! کیا تم نے پل صراط پار کر لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا تمہیں معلوم ہو گیا ہے کہ تم جنت میں جاؤ گے؟ بولا نہیں۔ فرمایا خدا تمہارا بھلا کرے۔ پھر کیسے اتنا ہنس رہے ہو، حالانکہ معاملہ نہایت ہولناک ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ نوجوان پھر کبھی ہنستا ہوا نہ دیکھا گیا۔

فرمایا یہ روایت مجھے پہنچی ہے کہ بسا اوقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگ سے اپنا ہاتھ قریب کر دیتے اور فرماتے اے خطاب کے بیٹے! کیا تو آگ کی جلن برداشت کر لے گا، اور کیا تو خدا کی ناراضگی رفع کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟ پھر جہنم کی آگ سے اللہ کی پناہ مانگتے۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا یہ حال تھا حضرت عمرؓ کے خوف کا جنہیں کئی بار جنت کی بشارت دی جا چکی تھی۔ تو اے لوگو! تم کیسے جہنم کی آگ سے بے خوف ہو جاتے ہو۔

تین چیزوں سے پرہیز کرو

فرمایا تین چیزوں سے پرہیز کرو تاکہ شیطان تم پر قابو نہ پائے:

۱۔ کسی عورت کے پاس تنہائی میں نہ جاؤ اگرچہ قرآن پڑھانے کا ارادہ ہو۔

۲۔ کسی بادشاہ اور حاکم کے پاس آمد و رفت نہ رکھو اگرچہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ارادہ ہو۔

۳۔ کسی بدعتی سے اٹھا بیٹھک نہ رکھو ورنہ تمہارا دل مریض ہو جائے گا اور تمہارا دین خراب ہو جائے گا۔

☆ ☆ ☆

تین چیزوں میں لذت محسوس کرو

فرمایا اور تین چیزوں میں لذت محسوس کرو۔
۱۔ نماز میں ۲۔ تلاوتِ قرآن میں اور
۳۔ ذکرِ الٰہی میں۔

اگر یہ لذت حاصل ہو تو خوش ہو جاؤ اور اسے باقی رکھو۔ اگر اس سے محروم ہو تو سمجھ لو کہ رحمت کا دروازہ تم پر بند ہے تم اسے کھلوا لینے کی کوشش کرو۔

قرآن

فرمایا۔ اے لوگو! بے شک یہ قرآن مؤمنوں کے لیے شفا ہے۔ متلاشیٔ حق کے لئے ہدایت ہے جس نے اس سے ہدایت حاصل کی اسے ہدایت مل گئی اور جس نے پہلو تہی کی وہ حرماں نصیب ہوا اور مستحقِ عذاب بنا۔

فرمایا: قرآن پڑھنے والے تین طرح کے ہیں۔ ایک وہ جو طلبِ دُنیا کی غرض سے پڑھتے ہیں۔ دوسرا گروہ جو حروف کی نوک پلک درست کرنے اور آواز بنانے سنوارنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ انہیں قرآن کے احکام و حدود کی چنداں فکر نہیں ہوتی۔ حاملینِ قرآن کی یہ جنس بڑی تعداد میں ہے۔ خدا نہ کرے ان کی تعداد میں اضافہ ہو۔ تیسرے وہ ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں۔ اس کی آیات پر غور کرتے ہیں اور اس سے اپنے قلب و ذہن کا علاج کرتے ہیں۔ خدا ان کی تعداد بڑھائے۔

بہترین و بدترین کا اجتماع

مشہور شاعر فرزدق کی بیوی نوار کا انتقال ہوا تو اس کے جنازے میں کئی بڑے لوگ شریک ہوئے۔ حضرت حسن بصریؒ بھی جنازے کے ساتھ تھے۔ ایک جگہ فرزدق آپ سے قریب ہو گیا اور کہنے لگا۔ حضرت! لوگ کہتے ہیں کہ آج جنازہ میں سب سے بہتر اور سب سے بدتر شخص کا اجتماع ہو گیا ہے۔ فرمایا کیا مطلب۔ کہنے لگا لوگ کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصری اس جنازہ کے ساتھ ہیں جو سب سے بہتر شخص ہیں اور فرزدق بھی ساتھ ہے جو سب سے بدتر ہے۔ فرمایا لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں نہ میں ان میں کا بہتر شخص ہوں نہ تم بدتر ہو، لیکن فرزدق ذرا یہ تو بتانا کہ تم نے اس جیسے دن کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے۔ بولا کہ ساٹھ سال سے لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہوں جب نوار دفن ہو چکی تو فرزدق نے چند اشعار کہے جس کو سن کر حضرت حسن بصری بہت روئے۔ پھر فرمایا بعض اشعار حکمت سے پُر ہوتے ہیں۔ اے ابو فراس (فرزدق) اللہ تم پر رحم کرے۔ تمہیں حکمت و بصیرت اور نظرِ صحیح ملی ہوئی ہے۔ تم اس دن کے لئے تیاری کر لو۔

جب فرزدق کا انتقال ہُوا اور ایک صاحب نے اسے خواب میں دیکھا اور اس کا حال دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ حضرت حسن بصری سے اس دن کی ملاقات نے بڑا کام کیا۔ اُن کی دُعا اور نصیحت سے میں قابلِ رحم ٹھہرایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیا۔

غیبت پر ہدیہ:

حضرت حسن بصری کو معلوم ہُوا کہ فلاں شخص نے ان کی غیبت کی ہے تو اس کے پاس ایک طبق کھجور بھیج دیا اور کہلایا تم نے میری غیبت کر کے مجھے اپنی نیکیوں کا ہدیہ دیا تو میں بطور ہدیہ تمہیں یہ ہدیہ بھیج رہا ہوں۔ وہ بہت شرمندہ ہُوا اور غیبت کرنے سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لی۔

مدح سرائی:

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کسی کی تعریف کرنا اسے ذبح کرنا ہے۔ اس سے پرہیز کرو۔ روایت آئی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں ایک آدمی کی تعریف کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کی پیٹھ کاٹ دی۔ اگر اس نے یہ تعریف سُن لی تو اندیشہ ہے کہ وہ اس کے بعد کبھی فلاح نہ پائیگا۔

وہ حضرات جنہیں مدح سرائی کا چسکا لگا ہُوا ہے اور جا و بیجا تعریف کا پل باندھنا اپنی عادت بنا لی ہے، وہ ذرا اس ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر غور فرمائیں اور اپنی اس حرکت کی مضرتوں کا خیال کریں جو اس کا لازمی نتیجہ ہوتی ہیں اس حرکت مدح سرائی کی قباحت کا اندازہ اس روایت سے بھی کیا جا سکتا ہے جسے امام مسلمؒ نے صحیح مسلم میں نقل کیا ہے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص تمہاری تعریف کرے تو اس کے منہ میں دھول جھونک دو۔

مگر افسوس یہ مدح سرائی و قصیدہ خوانی کی وبا نیز یہ طرفین سے قصائدِ مدحیہ کے تبادلے (من ترا حاجی بگویم تو مرا ملا بگو) کی علت اور یہ تعریف پسندی "ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا" کا مرض اور یہ ثنائے خود بخود" کا جرثومہ نہ صرف ان روایات سے ناواقف طائفہ میں بلکہ اس دور کے حاملینِ کتاب و سنّت اور بڑے بڑے صاحبانِ جبہ و دستار تک کے رگ و ریشے میں سرایت کر گیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

یہ مومن کا شیوہ نہیں

آپ سے پوچھا گیا کیا خیال ہے آپ کا اس شخص کے بارے میں جو بار بار گناہ کرتا ہو اور توبہ کر لیتا ہو۔

فرمایا یہ مومن کا شیوہ نہیں۔ مؤمن گناہ پر اصرار نہیں کرتا۔

باقی ص ۲۶ پر

شہر شہر سے — منتخب: مدیر معاون

مولانا قائم الدین بس کے حادثہ میں جاں بحق ہو گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

نوابشاہ سندھ نظام العلماء کے ضلعی صدر اور متقدر رہنما مولانا قائم الدین گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی بس سے لاہور جا رہے تھے کہ بس حادثہ کا شکار ہو گئی۔ اس حادثہ میں مولانا کا دایاں بازو کٹ گیا اور خون زیادہ بہہ جانے سے موقع پر ہی ہلاک ہو گئے۔

کبیر والا پولیس نے مولانا قائم الدین کی لاش نشتر ہسپتال پہنچا دی اور وائرلیس سے نوابشاہ اطلاع پہنچائی۔

مدرسہ قاسم العلوم میں اطلاع ہونے پر شیخ محمد یعقوب اور تنویر احمد صاحب کبیر والا تھانہ گئے اور ڈاکٹر صغیر احمد صاحب کے تعاون سے لاش وصول کرنے کی اجازت اور مولانا کا سامان بشیخ محمد یعقوب نے وصول کیا۔ گھڑی اور نقدی مبلغ دو ہزار روپے باوجود دریافت کے نہ مل سکے۔

رات دو بجے کے قریب نوابشاہ کے احباب ملتان پہنچے۔ سامان اور لاش ان کے سپرد کر دی گئی۔ نقد رقم اور گھڑی سے متعلق بتایا کہ پولیس نے دی نہیں جبکہ ہسپتال کا عملہ یہ کہتا تھا کہ گھڑی اور نقدی اس وقت پولیس کے قبضہ میں تھی جس وقت لاش ہسپتال مردہ خانہ میں داخل کرائی تھی۔ مولانا قائم الدین کی والدہ حج پر جا رہی تھیں اس لئے ان کو الوداع کہنے کی غرض سے انڈیا جا رہے تھے۔

موصوف جماعت کے سرگرم کارکن اور معروف لیڈر تھے۔ بہت بردبار تھے۔ بزرگوں پر ہمیشہ اعتماد کیا اور جماعت کے لئے دن رات کام کرتے رہے۔ اللہ جنت الفردوس میں جگہ دے۔

نظام العلماء ملتان کے صدر حاجی محمد یعقوب جنرل سیکرٹری نور عالم قریشی مدرسہ قاسم العلوم کے نائب مہتمم مولانا محمد قاسم۔ قاری نور الحق ملک عطاء اللہ۔ مجلس ربانیہ کے صدر حاجی حق نواز۔ سیکرٹری شیخ محمد یعقوب اور مجلس شوریٰ کے رکن حاجی ہدایت اللہ الحسین کریانہ و پرچون فروشان ملتان کے صدر خواجہ عبدالرؤف نے مولانا کی ناگہانی وفات پر غم اور دکھ کا اظہار کرتے ہوئے مغفرت کی دعا کی ہے۔

میانوالی

قائد تحریک اسلامی پروانہ شمع ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی وفات کے بعد نظام العلماء پاکستان ضلع میانوالی کا پہلا اجتماع موتی مسجد میں ہوا۔ صوبائی جنرل سیکرٹری قاری نور الحق ایڈووکیٹ تشریف لائے۔ انہوں نے مولانا مفتی محمود مرحوم کو خراجِ عقیدت پیش کیا اور کہا کہ ان کی وفات پورے عالم اسلام اور خصوصاً پاکستانیوں کے لئے بہت بڑا صدمہ تھا کیونکہ انہوں نے ہر دور میں حق بات کہی اور باطل قوتوں کی ڈٹ کر مخالفت کی۔ انہوں نے کہا کہ مولانا مرحوم ان چند گنے چنے رہنماؤں میں سے تھے جنہوں نے بہت ہی کم وقت میں لوگوں کے دلوں میں اپنا مقام پیدا کیا۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی اصولوں کے مطابق مولانا مرحوم کے نقشِ قدم پر چلنے اور اسلام و ملک و ملت کے لئے کام کرنے کی توفیق دے۔

انہوں نے کہا ہمیں دوست نما دشمنوں سے بچ کر رہنا ہوگا اور ان بدطینت لوگوں پر کڑی نظر رکھنی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ ہم حق بات کہنے کے عادی ہیں۔ اس کے لئے ہمیں چاہے کتنی ہی بڑی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔ ہمارے اسلاف کا بھی یہی وطیرہ رہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ مولانا مفتی محمودؒ کی وفات اور جماعتی اختلافات کو بھول کر ہمیں اسلام کی سربلندی اور ملک میں اسلامی معاشرے کے قیام کے لئے جد وجہد کرنی ہوگی اور اس کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے گھر سے کام کی ابتدا کریں۔

ملک اور اسلام دشمن عناصر پر کڑی نظریں رکھیں تاکہ اس ملک کی (جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللہ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا) سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے اس ملک میں اسلامی نظام کا قیام عمل میں لایا جا سکے۔

دعاء صحت کی اپیل

قارئین کرام کی خدمتِ اقدس میں مخلصانہ التماس ہے کہ راقم کی والدہ محترمہ مدظلہا کو سانپ نے ڈس لیا ہے جس کی وجہ سے آپ صاحب فراش ہیں اور یوماً فیوماً کافی اضطراب اور جسمانی کمزوری پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ والدہ صاحبہ کو آرام اور صحت کاملہ نصیب فرمائے۔ آمین

ثم آمین۔

حافظ ارشاد احمد دیوبندی
اسلامی دواخانہ ظاہر پیر
ضلع رحیم یار خان

اظہارِ تعزیت

مجلس خدام صحابہ جلال پور پیروالہ کا اجلاس زیر صدارت میاں عبدالمجید صاحب نقشبندی منعقد ہوا۔ اجلاس میں مولانا عنایت اللہ صاحب، مولانا رشید احمد امام جامع مسجد الصادق عبدالرحمن جامی النقشبندی۔ قاری عبدالرحیم فاروقی۔ حسن معاویہ نقشبندی نے استاذ القراء مولانا غلام نبی صاحب آف کوئٹہ۔ مولانا نور محمد صاحب نقشبندی۔ پیر طریقت مولانا حافظ محمد موسیٰ صاحب نقشبندی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ قارئین ترجمان اسلام سے دعائے مغفرت کی اپیل کی ہے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اظہارِ تعزیت

لائن پار مریم روڈ کی جامع مسجد نوابشاہ کے خطیب اور نظام العلماء پاکستان ضلع نوابشاہ کے جنرل سیکرٹری مولانا قائم الدین کی وفات پر جمعیۃ طلبہ اسلام شہر نوابشاہ کے کنوینر محمد عابد رضا اور انجمن نوجوانان ملت اسلامیہ نوابشاہ کے صدر محمد اکرم نائب صدر رانا محمد رفیق جنرل سیکرٹری غلام محمد خان اور دیگر کارکنوں نے ایک مشترکہ بیان میں حضرت مولانا قائم الدین کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے مرحوم کی دینی و علمی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

حضرت مولانا مولا بخش طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے

نظام العلماء اور سابق جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا کے امیر حضرت مولانا مولا بخش طویل عرصہ تک صاحب فراش رہنے کے بعد گذشتہ جمعرات کو عصر کے وقت انتقال فرما گئے۔

ان کے انتقال کی خبر سنتے ہی علاقے کے لوگوں نے کاروبار زندگی بند کر دیا اور جوق در جوق تعزیت کے لئے آتے رہے۔ جنازے میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

مرحوم شب زندہ دار عالم فاضل اور باعمل متقی آدمی تھے۔ آپ کے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد ملک میں پھیلی ہوئی ہے۔ آپ نے دین کی جس خلوص سے خدمت کی ہے وہ تاریخ میں جلی حروف میں لکھی جائے گی۔ آپ نے ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم دیوبند سے درس نظامی کی سند حاصل کر کے اپنے آبائی علاقے لتھی میں آباد ہو گئے۔ ۱۹۴۹ء میں آپ کے استاذ المکرم مولانا عطا محمد مرحوم کو صحت جواب دے گئی تو آپ کو پھادریاں کی جامع مسجد کا خطیب و امام مقرر کر دیا گیا۔ آپ نے اب تک چلنے والی تمام مذہبی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

مولانا مولا بخش صاحب مرحوم بے صفت انسان تھے۔

آپ کی نماز جنازہ قاضی عبدالقادر صاحب نے پڑھائی۔

ادارہ ترجمان اسلام مرحوم کے پسماندگان کے اس عظیم غم میں برابر کا شریک ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ سکون و آرام نصیب فرمائے۔

اظہارِ تعزیت

تنظیم اہلسنت والجماعت اسلام پورہ لاہور کے جنرل سیکرٹری حافظ عبدالحفیظ نجیری نے کالعدم جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا کے امیر حضرت مولانا مولا بخش رح اور ضلع نوابشاہ کے امیر مولانا قائم الدین رح کے انتقال پُر ملال پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا نے ضلع سرگودھا اور خاص طور پر پھادریاں میں جو دین و ملت کی خدمت کی ہے وہ لائق تحسین ہے۔ مولانا قائم الدین نے ضلع نوابشاہ میں مذہبی خدمات انجام دیں۔ کئی بار جیل میں گئے۔

ہر دو افراد کی خدمات تاریخ میں سنہری حروف میں لکھی جائیں گی۔

بقیہ ملفوظات

ہر مسلمان دوسروں کے لئے آئینہ ہے

فرمایا ہر مسلمان دوسروں کے لئے آئینہ ہے جس طرح آئینہ دھبہ داغ واضح کر دیتا ہے اسی طرح ہر مسلمان کو چاہیئے کہ دوسرے میں خرابی دیکھے اصلاح کی نیت سے اس پر واضح کرے تاکہ وہ شخص اپنی خرابی دور کر سکے۔

فرمایا۔ تم سے پہلے جو سلف صالحین تھے وہ جب کسی سے ملتے تو اس سے کہتے میرے بھائی مجھے اپنی ساری خرابیاں نظر نہیں آتیں اور نہ اپنے تمام عیوب خود نہیں جان پاتا۔ اس لئے آپ ہماری مدد کریں۔ آپ کو ہمارے اندر کوئی خرابی نظر آئے تو بتا دیں اور ہمیں اس سے روک دیں اور کوئی چیز نظر آئے تو اس کی رہنمائی فرمائیں۔

فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے اللہ اس آدمی کے حال پر رحم کرے جو مجھ پر میری خرابیاں واضح کرے۔

ترجمان اسلام میں
اشتہارات
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(ادارہ)

طلبہ کی سرگرمیاں — ظہیر میر

پاکستان کی سلامتی و تحفظ کے لئے ہم کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے

ندیم اقبال اعوان

مردان میں ہونے والے کنونشن کو ہر ممکن کامیاب بنایا جائے۔ نجیم خان

دنیا میں آزادی کی دولت سے بڑی نعمت کوئی نہیں ہے۔ جو قومیں اپنی آزادی کا تحفظ نہیں کر سکتیں انہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ان خیالات کا اظہار جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے مرکزی صدر جناب ندیم اقبال اعوان نے حاصل پور میں جمعیۃ طلبہ اسلام کے زیر اہتمام یوم پاکستان کے سلسلہ میں منعقدہ ایک تقریب میں کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ پاکستان کی آزادی کے لئے علماء حق نے جو عظیم قربانیاں دی ہیں تاریخ عالم ہمیشہ ان پر فخر کرتی رہے گی۔ انہوں نے اس موقع پر ان شہداء کو زبردست خراج تحسین پیش کیا جنہوں نے اپنی جانوں کے نذرانے دے کر ہمیں غلامی کے بندھنوں سے آزاد کرایا۔ جناب ندیم صاحب نے اپنے خطاب کے دوران اس بات کا عزم کیا کہ ہم اس ملک کی بقا اور تحفظ کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ انہوں نے جمعیۃ طلبہ اسلام کے ساتھیوں کو ہدایت کی کہ وہ ملک میں لادین عناصر اور ملک دشمن عناصر کے خلاف سینہ سپر ہو جائیں۔ انہوں نے اس بات کا اعادہ کیا کہ ہم حضرت درخواستی دامت برکاتہم اور حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کی قیادت میں اسلامی نظام کے لئے اپنی جان کے آخری سانس تک کوشاں رہیں گے۔

گوجرانوالہ

۲۱ اگست بروز جمعۃ المبارک عیب کالج اندرون امین آبادی گیٹ گوجرانوالہ میں جمعیۃ طلبہ اسلام گوجرانوالہ کے زیر اہتمام امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی یاد میں ایک عظیم الشان تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کی صدارت علامہ یوسف عثمانی نے کی اور مہمان خصوصی شاعر اسلام سید امین گیلانی تھے۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے نظام العلماء پاکستان کے مرکزی راہنما جناب مولانا زاہد الراشدی نے فرمایا کہ حضرت شاہ جیؒ کی زندگی کے تین بڑے مقاصد تھے۔ ایک یہ کہ اس خطۂ زمین کو انگریز کی غلامی سے نجات دلائی جائے۔ دوسرا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا قلع قمع کیا جائے۔ تیسرا یہ کہ اس ملک پاکستان میں اللہ کے قانون کو جاری کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ آج ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ ہم نے شاہ جیؒ کے اس مشن میں کہاں تک کامیابی حاصل کی ہے۔

علامہ محمد احمد امیر نظام العلماء پاکستان ضلع گوجرانوالہ نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نوجوانوں کو حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی زندگی کو اپنانے کی تلقین کی۔ انہوں نے کہا کہ آج سب سے بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم امیر شریعت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے اندر سے خود غرضی اور لالچ کو ختم کریں۔ اجتماع سے جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری جناب ظہیر میر نے خطاب کرتے ہوئے نوجوانوں کو اتحاد و یگانگت سے رضائے الٰہی کے حصول کے لئے کام کرنے کی تلقین کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت شاہ جیؒ اتحاد کے داعی اور علمبردار تھے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آج بھی پاکستان کے تمام مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ہماری تمام مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ اجلاس کے مہمان خصوصی شاعر اسلام سید امین گیلانی نے نوجوانوں کو تلقین کی کہ آج آپ کا فرض ہے کہ حضرت شاہ جی کا پیغام گھر گھر پہنچائیں۔ سید امین گیلانی صاحب نے اپنی تازہ نظم "یوم پاکستان" بھی سنائی جسے بے حد سراہا گیا۔ اجلاس کا اختتام جناب مولانا عبدالمالک صاحب کی دعائے خیر سے ہوا۔

مردان

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان صوبہ سرحد کے صدر جناب نجیم خان صاحب نے ایک پیغام میں صوبہ بھر کے تمام ساتھیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ۲۷ - ۲۸ اگست کو مردان میں منعقد

ہونیوالے کنونشن کو کامیاب بنائیں۔ انہوں نے کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ ابھی سے کنونشن کی تیاریاں کریں تاکہ کنونشن بھرپور طریقے سے کامیاب ہو سکے۔

پوسٹر

خوش آمدید

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کی طرف سے پوسٹر "خوش آمدید" بڑے خوبصورت انداز میں شائع کیا گیا ہے۔

قیمت فی سینکڑہ ۔/۴۰ روپے

منگانے کا پتہ: مرکزی دفتر جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان، ۴۔بی، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

اپنے آرڈر جلد بک کرا لیجئے ورنہ اشتہارات محدود ہونے کی وجہ سے آپ کہیں محروم نہ رہ جائیں۔

ضلع لاہور

جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع لاہور کے صدر حافظ عبداللطیف عثمانی نے دستور کے مطابق درج ذیل افراد کو ضلعی مجلس شوریٰ کا رکن نامزد کیا ہے۔

۱۔ حافظ عبداللطیف عثمانی
۲۔ محمد ادریس اعوان
۳۔ حافظ محمود اشرف
۴۔ قاری اختر ندیم
۵۔ محمد سعید عاصی
۶۔ شکیل الرحمٰن
۷۔ جناب ندیم اقبال اعوان
۸۔ جناب محمد ادریس
۹۔ چوہدری ضیاء الدین ایڈووکیٹ
۱۰۔ جناب رشید مرتضیٰ ایڈووکیٹ
۱۱۔ جناب حافظ محمد یوسف ایڈووکیٹ
۱۲۔ حضرت مولانا حمیدالرحمٰن عباسی
۱۳۔ جناب میاں محمد اجمل قادری
۱۴۔ محمد طاہر سیال
۱۵۔ محمد عباس عابدی
۱۶۔ محبوب انجم
۱۷۔ قدرت اللہ عارف
۱۸۔ حافظ احمد علی
۱۹۔ محمد سعید
۲۰۔ احسان الحق فاروقی
۲۱۔ حافظ محمد اختر

شکرگڑھ

جمعیۃ طلبہ اسلام شکرگڑھ کی جانب سے مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن چوک بخاری میں عیدملن پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ یہ پروقار تقریب زیر صدارت جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا عبیداللہ رشیدی نے بطورِ مہمان خصوصی اس تقریب میں شرکت کی۔ حافظ محمد سیف اللہ نے تلاوت کلام پاک سے تقریب کا آغاز کیا۔ گورنمنٹ مسلم ماڈل ہائی سکول شکرگڑھ کے ذہین طالب علم جناب محمد اشفاق نے جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے اغراض و مقاصد بالتفصیل بیان کئے۔ جمعیۃ طلبہ اسلام شکرگڑھ کے ناظم اطلاعات اسلام الحق انجم نے جمعیۃ کا تعارف کروایا۔ جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع سیالکوٹ کے صدر محمد اعظم نے کہا کہ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہم علماء حق کی قیادت میں رضائے الٰہی کے حصول کے لئے کام کر رہے ہیں۔ جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ پنجاب کے ناظم اطلاعات جناب محمد افضل نے کہا کہ ہمیں اپنے بزرگوں کی قیادت میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے اپنی کوششیں تیز تر کر دینی چاہئیں۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا عبیداللہ رشیدی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم آج بھی حضرت درخواستی مدظلہ اور حضرت مولانا عبیداللہ انور کی قیادت میں بڑی سے بڑی قربانی دینے کو تیار ہیں۔ انہوں نے نوجوانوں سے کہا کہ وہ ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی زندگیوں کی تعمیر کریں۔ آخر میں صدر مجلس جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب نے طلبہ کو باہمی اتحاد اور یگانگت سے کام کرنے کی تلقین کی۔

کوئٹہ

جمعیۃ طلبہ اسلام کوئٹہ حلقہ جان محمد روڈ کی طرف سے نیو شاہجہان ہوٹل لیاقت بازار میں ایک عظیم الشان عیدملن پارٹی دی گئی۔ اس تقریب میں مذہبی، سیاسی اور سماجی راہنماؤں کے علاوہ سینکڑوں طلبہ نے شرکت کی۔ اس تقریب سے حافظ حسین احمد مولانا عبدالقادر ڈیروی، جمعیۃ طلبہ اسلام کے مرکزی ناظم جناب محمد نعیم ترین، سابق صوبائی صدر جناب سکندر خان اور عبدالرشید ہزاروی نے خطاب کیا۔ اس موقع پر مقررین نے کہا کہ جمعیۃ طلبہ اسلام کے کارکنوں نے اسلامی نظام کے لئے بے مثال قربانیاں دی ہیں۔ تقریب کے مہمان خصوصی ملک ارباب سکندر خان نے جمعیۃ طلبہ اسلام کی کارکردگی کو سراہا اور طلبہ کو مزید محنت سے کام کرنے کی تلقین کی۔

اظہارِ غم: گذشتہ روز ممتاز عالم دین ممتاز مذہبی رہنما اور فاضل دیوبند حضرت مولانا مولا بخش صاحب طویل علالت کے بعد جہاد ریاں ضلع سرگودھا میں وفات پا گئے۔ جمعیۃ طلبہ اسلام کے مرکزی راہنماؤں جناب ندیم اقبال اعوان صدر جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان اور ظہیر میر ناظم عمومی جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان نے مرحوم کے صاحبزادے عنایت اللہ کے نام ایک تعزیتی پیغام میں گہرے دکھ اور غم کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے اور ان کے علمی اور تحقیقی کام سے مستفید ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین جمعیۃ طلبہ اسلام کے تمام ساتھی اس حادثہ فاجعہ میں برابر کے شریک ہیں۔ پورے ملک میں ساتھیوں کو مرحوم کے لئے قرآن کریم ختم کر کے ایصال ثواب کیلئے ہدایات دی۔

کچھ حجاج بن یوسف رحؒ کے بارے میں

ابو عمار زاہد الراشدی

گذشتہ شمارہ میں ہمارے معروف قلمی معاون جناب عبد الحفیظ تلخ کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب مدظلہ العالی کے ایک مضمون کے حوالہ سے امیر حجاج بن یوسف رحؒ کے بارے میں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے ہم نے اگرچہ مضمون کے آغاز پر اس کے مندرجات سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہ ہونے کے بارے میں نوٹ دے دیا تھا، لیکن حضرت مولانا سید حامد میاں مدظلہ العالی کے توجہ دلانے پر چند سطور وضاحتاً تحریر کی جا رہی ہیں۔

جہاں تک حجاج بن یوسف رحؒ کے کارناموں اور خدمات کا تعلق ہے، ان سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن پاک پر اعراب لگوانے سندھ کو فتح کرنے اور دیگر اہم معاملات میں ان کا کردار تاریخ کا ایک ناقابلِ فراموش حصہ ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ بیت اللہ شریف پر ان کی چڑھائی اور ان کے ہاتھوں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن جبیر رحؒ اور دیگر اکابر اسلام اور مسلمانوں کی مظلومانہ شہادت بھی تاریخی حقائق ہیں جن سے صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم کسی شخص کے کردار کو پرکھنا چاہتے ہیں تو یا تو اسے فرشتہ دیکھنا چاہتے ہیں یا بالکل شیطان، درمیان کی کوئی منزل ہمیں جچتی نہیں۔ یہ اصول حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر تو صادق آتا ہے کہ وہ معصوم ہیں اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اس معنوں میں کہ انہیں اللہ رب العزت کی طرف سے قرآن کریم میں عفو و رضا کا ابدی سرٹیفکیٹ ملنے کے بعد ان کے خطاء و لغزش کے تذکرہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ ان دو معصوم و محفوظ طبقات کے علاوہ کسی بھی شخصیت میں اچھائیوں اور برائیوں کا مجتمع ہونا کوئی ناقابل فہم بات نہیں ہے، بلکہ انسانی فطرت کا تقاضہ ہے، اس لئے اس سلسلہ میں ہمارا موقف یہ ہے کہ امیر حجاج بن یوسف رحؒ کے کارنامے اچھے بھی ہیں اور برے بھی، اور اب ان کا معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور ہمیں اس بارے میں کوئی فیصلہ کن بات نہیں کرنی چاہیئے۔ ہمارے اکابر نے اس قسم کے معاملات میں اعتدال اور توازن کی راہ اختیار کی ہے اور یہی راہ صواب ہے۔

باقی رہا معاملہ تاریخ کا تو تاریخ نام ہی رطب و یابس کے مجموعہ کا ہے۔ تاریخ کے ذخیرہ میں ہر قسم کی بات مل جاتی ہے اور قرون اولیٰ کے بارے میں غلط فہمیاں اور گمراہی پھیلانے والے بیشتر عناصر نے اپنے مذموم مقاصد کے لئے تاریخ ہی کا سہارا لیا ہے۔ اس لئے ایسے معاملات میں ائمہ اہل السنت اور اکابر علماء دیوبند کی اعتدال پسندی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

توجہ فرمائیں

جواب طلب امور کے لئے جوابی خط ضرور بھیجئے ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔ (سید مظہر علی)

- مدرسہ کی عمارت حالیہ سیلاب سے منہدم ہو چکی ہے۔
- تعمیرِ نو کے لئے سرمائے کی اشد ضرورت ہے۔

مخیر اور اہل خیر حضرات سے درخواست ہے کہ اس کارِ خیر میں کھلے دل سے حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

مولانا غلام سرور

مہتمم جامعہ عثمانیہ کلروالی ضلع مظفر گڑھ

احباب کا شکریہ

ادارہ ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور کے سرکولیشن منیجر اور نظام العلماء پاکستان کے مرکزی مبلغ جناب مولانا منظور الحق صاحب رحمانی نے درج ذیل مقامات کا دورہ مکمل کر لیا ہے:

بہاولپور۔ احمد پور شرقیہ۔ علی پور۔ کوٹ ادو بھکر۔ کلور کوٹ۔ میانوالی۔ تلہ گنگ چکوال۔ دینہ۔ جہلم۔ راولپنڈی۔ حسن ابدال۔ نوشہرہ پشاور۔ چارسدہ۔ شہباز گڑھا۔ اٹک۔ ہری پور ایبٹ آباد۔ مانسہرہ۔ شنکیاری۔ بفہ۔ گجرات گوجرانوالہ۔ لاہور

ادارہ مندرجہ بالا علاقوں کے احباب اور ذمہ دار حضرات کا بیحد مشکور ہے کہ انہوں نے مولانا منظور الحق صاحب رحمانی سے بھرپور تعاون فرمایا۔ امید ہے احباب موصوف سے آئندہ بھی اسی خلوص سے تعاون فرماتے رہیں گے تاکہ یہ تحریکی رسالہ اپنے مشن کو جاری و ساری رکھ سکے۔ (مدیر معاون)